Monthly "Majalla Hazrat Karmanwala"

حضرت کرماں والا شریف کی روحانی، تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں کا ترجمان رسالہ

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت

ABC CERTIFIED

ماہنامہ

مجلّہ حضرت کرماں والا شریف

معاونین

محترم جناب حاجی عزیز اللہ طیبی، عرب شریف

محترم جناب پیر حاجی عبدالرشید طیبی، کراچی

محترم جناب پیر احسان علی طیبی، فیصل آباد

محترم جناب صاحبزادہ پیر حافظ محمد عمر نقشبندی

محترم جناب چوہدری محمد وحید، لاہور

محترم جناب محمود اکبر گل، پتوکی

محترم جناب ظفر احمد بھلی طیبی، گوجرانوالا

محترم جناب شیخ ظہور احمد، اوکاڑا

محترم جناب محمد کامل جوئیہ طیبی، بہاولنگر

ھدیہ فی شمارہ 50 روپے

سالانہ فیس (عام ڈاک) 600 روپے

ڈاک پتہ

مجلّہ ''حضرت کرماں والا'' جی۔ٹی روڈ اوکاڑہ

معلومات یا شکایت کی صورت میں رابطہ

0321-4471746

info@tayyabi.com

فیضانِ کرم

اعلیٰ حضرت، گنجِ کرم

پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ بخاری

حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پیر سیّد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جانشینِ گنجِ کرم، شیخ المشائخ، بابا جی

سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

مخدوم المشائخ پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری

پیر سیّد محمد میرام بخاری

پیر سیّد شہریار بخاری

سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

چیف ایڈیٹر

محمد سمیع اللہ نوری طیبی

ایڈیٹر

ثناء اللہ طیبی مجددی نقشبندی

مینجر

محمد زبیر طیبی، مزمل حسین طیبی

محمد سمیع اللہ نوری پبلشرز نے آصف شکیل پرنٹرز ساہیوال روڈ اوکاڑہ سے چھپوا کر جاری کیا۔

نمائندگان سے ماہنامہ مجلّہ حضرت کرماں والا حاصل کرنے کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں۔

ضلع قصور

حاجی محمد سلیم طیبی، حاجی محمد نعیم طیبی 03004579616/03004575616
حاجی شہزادہ محمد یونس طیبی، بلیئر 46 چک 0300-0436175
محمد اسد علی طیبی، مولا پور چونیاں 0300-6546847
صوفی محمد یونس طیبی، الہ آباد چونیاں 0300-8045717
محمد رمضان قادری، اڈا ہلہ 0301-4892580
خالد اقبال، چک ۶۶، دینا ناتھ، 0300-4502995
حاجی منیر احمد طیبی، بلیئر چک 46، چوکی 0301-4767704
ڈاکٹر غلام حیدر، الہ آباد روڈ، چونیاں، 0302-6544702

بھاولنگر

محمد افضال فیصل طیبی، خادم آباد کالونی 0321-7007270
عبدالحفیظ غوری، ڈونگہ بونگہ 0306-4482397
حافظ محمد متین، منچن آباد 0301-7635322
حافظ شیر محمد طیبی، ڈونگہ بونگہ 0306-6792786
حافظ اعجاز اکرم طیبی، ڈاہرانوالا 0300-3590919
ماسٹر غلام مصطفیٰ، ہارون آباد، 0301-7685477
محمد کامل علی طیبی، چک کامل پورہ، 0300-7580219
اعجاز احمد انجم ایڈووکیٹ، ڈسٹرکٹ کورٹ 0300-9582038
محمد مظہر طیبی، پنڈ کٹی، ڈونگہ بونگہ 0301-7274918
صوفی محمد اشرف جاوید طیبی، کرماں والا فوٹوسٹیٹ 0300-7925707

میلسی، بورے والا، وھاڑی

محمد طاہر غنی، محمد اسحاق طیبی، بورے والا 0323-1228445
عبدالکریم زاہد (خادم مرکز محفل میلاد ساہوکا) 0302-7994116
محمد ساجد طیبی، چک نمبر 259، ساجد ٹاؤن 0303-7844696
محمد عمران طیبی (فشی بھٹے والا)، 0302-7990561
حاجی محمد بشیر طیبی، شاہد آٹوز، چونگی نمبر 5، 0334-779632
شوکت علی نقشبندی منیاری والا، اڈا ماچھی وال 0304-1065690
محمد ذوالفقار طیبی، گگومنڈی 0307-4585243

گوجرہ ضلع ٹوبہ

محمد ذیشان افضل طیبی، کوٹ عبدی خاں 0303-7076450
محمد عمیر احمد طیبی، کچا گوجرہ 0333-7280299
ڈاکٹر مجاہد حسین طیبی، پنسرہ روڈ گوجرہ 0306-6735363

سیالکوٹ

طیبی اسلامک پبلک سکول، باجڑہ گڑھی، 0321-6187792

شیخوپورہ

محمد صابر طیبی، محلّہ رسول پورہ، خالد سٹریٹ 0305-4959415

ساھیوال

محمد احسان الحق طیبی، ہڑپہ اسٹیشن 0345-7434432

ضلع بھاولپور

ملک سجاد حسین، انارکلی بازار حاصل پور 0305-2100054
حاجی غلام مصطفیٰ نقشبندی، منڈی یزمان 0346-8850659
چوہدری محمد سجاد طیبی، خیر پور ٹامیوالی 0300-7850681

خانیوال

پیر میاں کاشف رشید طیبی 0300-8400919
محمد جمیل طیبی (میاں چنوں) 0300-4070256

لاھور

سمیع اللہ برکت طیبی، کرماں والا بک شاپ 042-37249515

عارف والا، پاکپتن شریف

پیر سید عزیز اللہ شاہ صاحب چک 57ای بی 0301-7258076
ماسٹر احمد حسین جوئیہ، چک 35ای بی 0300-6948619
محمد نصر اللہ طیبی، چک 39ای بی 0340-0419139
محمد طارق سرور طیبی، چک 52 بلوچاں والا، 0300-6941366
آصف علی طیبی، محمدی چوک، 0304-6555668
محمد امجد نمبردار، چک 50/SP 0321-6538050
جناب قاری محمد شریف 0302-4595732
راؤ محمد یونس طیبی، چک شفیع 0304-8331497

اوکاڑہ، بصیر پور، دیپالپور

شیخ محمد لطف اللہ انجم نقشبندی، بصیر پور 0322-7022792
حاجی محمد عاشق طیبی، تحصیل امیر دیپالپور 0300-7954818
حافظ محمد عثمان طیبی 0303-5997733
حاجی محمد انور 0308-1453872

گوجرانوالا

رانا محمد عرفان طیبی، کسیرہ بازار نزد بلال جوزری 0303-3177294

سندھ محمد نعیم طیبی، سانگھڑ روڈ، نواب شاہ، 0300-3357443

جھنگ چوہدری محمد فاروق گجر طیبی 0333-6745118

راولپنڈی

شبیر حسین طیبی، ایئر پورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی 0300-5566095

فیصل آباد

ملک اشفاق احمد 0322-6233239
پیر عبدالغفار طیبی 0301-3201484
محمد حسنین چٹھہ 0321-6656956

فہرست مضامین

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

مرکزی تنظیم آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا

زیر سایہ

مخدوم المشائخ حضرت پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی | پیر سیّد محمد میرام بخاری مدظلہ العالی

زیر نگرانی

پیر سیّد شہریار شاہ بخاری مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف)

مرکزی رابطہ کار

محمد سمیع اللہ نوری طیبی 0321-4471746

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع اوکاڑہ

حاجی محمد عاشق طیبی 0300-7954818 | حافظ عثمان طیبی 0321-5302421 | حاجی محمد انور 0308-1453872

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع لاہور

پیر ملک محمد اسلم طیبی 0300-9441787 | محمد طاہر سکھیرا 0302-0407592 | حافظ محمد وسیم 0302-4226674

نگران ٹاؤن ضلع لاہور

پیر وارث علی طیبی	قصور روڈ	0321-4871750	عطاء اللہ طیبی	نشتر ٹاؤن	0322-4920685
راجہ داؤد جاوید طیبی	عزیز بھٹی ٹاؤن	0321-7888817	ظاہر سکھیرا طیبی	واہگہ ٹاؤن	0333-4701737
پیر غلام مرتضیٰ طیبی	شالیمار ٹاؤن	0323-4339484	عدنان سکھیرا طیبی	علامہ اقبال ٹاؤن	0322-4880818
ملک مدثر طیبی	سمن آباد ٹاؤن	0302-4102621	جنید تجمل	راوی ٹاؤن	0335-4385033
گلزار احمد طیبی	رائے ونڈ روڈ	0321-4906411	فتح محمد طیبی	گلبرگ ٹاؤن	0321-4127540

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع بہاولنگر

پیر محمد افضل باجوہ طیبی	خادم آباد بہاولنگر	0300-7925643	پیر حافظ نعمت اللہ طیبی	فقیر والی	0302-7446689
محمد حنیف وٹو طیبی	ڈونگہ بونگہ	0305-7702735	پیر قاری مدثر حسین طیبی	ہارون آباد	0301-7913089
گلزار احمد طیبی	چشتیاں شریف	0305-5519200	محمد یوسف طیبی	ڈاہرانوالا	0300-2021078
پیر محمد امین طیبی	منچن آباد	0301-7688394	حاجی غلام رسول طیبی	فورٹ عباس	0302-7548078
شیخ محمد نصر اللہ	نظام پورہ بہاولنگر	0300-7587107	پیر علیم اللہ سمیع طیبی	اڈہ لوہارکا	0303-7383030

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع پاکپتن

پیر محمد علی شاکر 0307-6374030	پیر عبدالودود طیبّی 0322-7840627	ڈاکٹر شوکت سکھیرا 03041598651

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع وہاڑی

پیر شفقت طیبّی 0301-79952	پیر فتح اللہ طیبّی 0306-6909760	محمد طاہر غنی 0300-6875903

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع ساہیوال

پیر رحمت اللہ طیبّی 0301-6915507	پیر احسان الحق طیبّی 0302-7965431, 0345-7434432
پیر جمیل احمد صاحب 0345-7119749,03009698749	پیر سیّد فیاض حسین شاہ 0300 4937266

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع فیصل آباد

ملک اشفاق احمد 0322-6233239 پیر عبدالغفار طیبّی 0301-3201484 لیاقت علی جٹ

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع قصور

پیر محمد حنیف طیبّی 0344-4722837 پیر عیش محمد طیبّی 0303-5418456 میاں امجد چونیاں 0300-6546847

ضلعی تنظیم کمیٹی ضلع سیالکوٹ

پیر وجاہت حسین بھلی 0334-8167353 ماسٹر ارشد علی 0300-5813473

دیگر اضلاع

محمد ذیشان افضل طیبّی، کوٹ عبدی خاں	گوجرہ ضلع ٹوبہ	0303-7076450
چوہدری محمد فاروق گجر طیبّی	جھنگ	0333-6745118
پیر محمد دین طیبّی	لیہ بکھر	0321-4509712
پیر محمد حفیظ احمد طیبّی	ڈیرہ اسماعیل خان، گجرات	0302-6271085, 0346-0461385
پیر گلزار احمد طیبّی	بہاولپور	0306-7241553, 0346-1705325
رانا لقمان طیبّی	لودھراں	0309-9000183
پیر محمد احسان طیبّی	ملتان شریف	0301-6915507
اسد اللہ سلیم طیبّی	اسلام آباد	0300-4672459
سردار فتح اللہ ڈوگر طیبّی	شیخوپورہ	0301-4362377 , 0346-6322910
رانا محمد عرفان طیبّی	گوجرانوالا	0303-3177294 , 0322-5639103
پیر میاں کاشف رشید طیبّی صاحب	خانیوال	0300 8400919

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں
شیخ المشائخ، باباجی رحمۃ اللہ علیہ
سیّد میر طیب علی شاہ بخاری
کا محبوب کام اور پیغام
محفل میلاد
ہفت روزہ
ہر پیر وار
بعد
نماز عشاء
بمقام
مزارِ پُرانوار باباجی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا
الداعی
جگر گوشۂ جانشینِ گنجِ کرم، وارثِ کرم، قاسمِ میراثِ گنجِ کرم
پیر سیّد شہریار بخاری سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف
Like
/Hazratkarmanwala
/Babajee.karmanwala

مرکز نقشبندیہ خانقاہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑہ میں

یا اللہ جل جلالہ

سالانہ

ختم شریف

15 جولائی 2022ء

بروز جمعۃ المبارک بوقت جمعہ

سیّد الاولیاء، قطب الاقطاب، غوثِ زماں، سیّد السخیاہ
ثمر الشجرۃ النبی و میوہ باغِ علی، نورِ گلزارِ حسن و حسین
محبوبِ گنجِ کرم، باباجان حضور شیخ المشائخ سیّد میر طیّب علی

الداعی
پیر سیّد محمد میرام بخاری
www.karmanwala.com

پیر سیّد شہریار بخاری
سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

Like
/Hazratkarmanwala
/Babajee.karmanwala

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

کے خانقاہی نظام کی تاریخی روایت کے تسلسل میں
ضرورت مند، نادار
مساکین، یتیم اور مستحق افراد کیلئے

طیبیؒ لنگر خانہ

ہر سوموار لنگر کا انتظام
بوقت: عصر تا مغرب

زیر سرپرستی

بابا جی پیر سید
میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

زیر نگرانی

جگر گوشہ جانشین گنج کرم، وارث کرم، قاسم میراث گنج کرم
پیر سید شہریار بخاری
سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

برائے ایصال ثواب: باباجی پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری کرماں والے

خادم لنگر خانہ: یونین کونسل عزیز بھٹی ٹاؤن: راجہ داؤد طیبی 0321-7888817

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف کی زیر سرپرستی تعلیمی، تعمیری، فلاحی منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے

زکوٰۃ — صدقات — فطرانہ

عُشر — فدیہ — کفارہ

کیوں کہ آپ کی دی ہوئی امداد

- کسی کا اُجڑا ہوا گھر بسا سکتی ہے
- کسی غمگین کو خوشیاں دے سکتی ہے
- کسی فاقہ کش کی بھوک مٹا سکتی ہے
- کسی محتاج کے لیے سہارا بن سکتی ہے
- کسی کے قلب میں علم کا نور بسا سکتی ہے
- کسی پریشان حال کو آسودگی بخش سکتی ہے
- کسی بے سہارا کے لیے سائباں بن سکتی ہے
- کسی غریب کے آنگن میں خوشحالی اُتار سکتی ہے

اپنے عطیات، صدقات و زکوٰۃ اس پتہ پر بذریعہ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرمائیں۔

آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف جی۔ٹی روڈ، اوکاڑا
+92 321 4471746

اظہارِ تعزیت

قارئین سے التماس ہے کہ براہِ مہربانی فاتحہ خوانی / ایصالِ ثواب کر دیں

☆ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالا شریف کے چشم و چراغ **پیر سیّد فراست علی شاہ بخاری** کی **اہلیہ محترمہ** گذشتہ دنوں وصال فرما گئیں۔ مرحومہ مغفورہ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا کے سجادہ نشین **پیر سیّد شہریار بخاری** مدظلہٗ العالی کی **ممانی محترمہ** تھیں۔ جناب مخدوم المشائخ **بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری** دامت برکاتہم العالیہ نے **نمازِ جنازہ** میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے مرحومہ کے درجات میں بلندی کے لیے خصوصی دعا کی۔

☆ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ خادم اور خلیفہء مجاز حضرت کرماں والا شریف جناب **پیر شوکت اسلام خان** (اسلام پورہ، لاہور) گذشتہ دنوں وصال فرما گئے تھے۔

☆ جناب چوہدری مشتاق کی **اہلیہ محترمہ** اور جناب **پیر حاجی محمد علی طیّبی**، **پیر حاجی شوکت علی طیّبی**، حاجی **نثار احمد** کی ہمشیرہ صاحبہ اور چوہدری **افتخار احمد** (علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور) کی پھوپھی صاحبہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں۔

☆ جناب پروفیسر **پیر احمد علی طیّبی** کے بڑے بھائی جناب **مقبول احمد جوئیہ** (غلام حسن) گذشتہ دنوں قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے تھے۔

☆ حاجی محمد صادق جٹ 50/SP والے کی والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں۔

☆ **محمد ریاض وٹو** چک (بچیانوالی) کی والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں۔

☆ محمد حسن علی طیّبی (تحصیل امیر پاکپتن) کے **چچا محترم** وصال فرما گئے۔

☆ شہراز علی غازی آباد والے کا چچا زاد بھائی انتقال کر گیا تھا۔

☆ محترم بیلی غلام مصطفےٰ 19/SP کی اہلیہ وصال فرما گئیں۔

☆ راؤ غلام مصطفےٰ طیّبی کی بیٹی اور جناب **راؤ محمد اسحٰق** (مرحوم) کی پوتی انتقال کر گئی تھی۔

نعت شریف

ہوا آپ کا جو گدا کملی والے
نہ دے گا کسی کو صدا کملی والے

چلے بخششوں کی ہوا کملی والے
اُٹھے رحمتوں کی گھٹا کملی والے

لگی خاک قدموں سے تیرے جو آقا
ہے دیتی وہ اب بھی شفا کملی والے

مری حسرتوں کا مداوا یہی ہے
مجھے اپنا روضہ دِکھا کملی والے

ترے نام میں ایسی تاثیر دیکھی
ہے رَدّ ہو گئی ہر بلا کملی والے

سجائے درودوں کی محفل جو اکثر
تو لیتے ہیں اُس کو بُلا کملی والے

قیامت کے دن آپ کے رُخ کو دیکھے
پڑھے نعت پھر یہ رضؔا کملی والے

محمد رضا نقشبندی، لاہور

دیدہ بینا

قینچی نہیں، سوئی دھاگہ دو!

تصوف اپنی ذات کی **نفی** ہے —— اپنی مرضی ومنشاء کی **نفی** —— اپنے ارادے کی **نفی** —— اپنے وجود کی **نفی** —— اپنے خیال وسوچ کی **نفی** —— شعورِ ذات کی **نفی** —— الغرض ہر **طریقے** ہر لحاظ سے —— اپنے آپ کی **نفی** —— **کلمہ تک** اِسی سے شروع **ہوتا** ہے —— تصوف کے **مرکز** یہی سبق **سب** سے **پہلے** سکھاتے ہیں —— دو جہاں کے سیّدو سردار ﷺ نے بھی سیرت کے ہر پہلو سے یہی **سکھایا** —— اپنی ذات **پر** حملہ ہوا تو معاف **فرمادیا** —— تکالیف دینے والوں سے **درگزر فرمایا** —— **نظر** صرف اور صرف منزل **پر** ہی مرکوز رکھی —— کسی نے راستے میں **کانٹے بکھیرے** —— کسی نے کوڑا **پھینک دیا** —— کسی نے اونٹ کی اوجھڑی کمر پر لادی —— **اللہ** کے نبی ﷺ نے **درگزر فرمایا** —— مقصد سے توجہ کو **ہٹنے نہ دیا** —— تنظیم کو بکھرنے نہیں دیا —— منزل کو نگاہ سے اوجھل نہیں **ہونے دیا** —— شیرِ **خدا** مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی دشمن کو نوکِ شمشیر سے زیر کر لیا تھا —— اُس نے چہرۂ مبارک **پر تھوک دیا** —— **بات** مقصد ومشن سے ہٹ کر ذات **پر** آ گئی —— فی **الفور** چھوڑ **دیا** —— اَن گنت مثالیں موجود ہیں —— ہمارے مرشد شیخ المشائخ **باباجی** سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی **سبق دیا** —— ہمیشہ تنظیم کو مقدم رکھا —— **مگر** آپکے وصالِ **پُرملال** کے بعد کچھ **فتنہ گروں** نے سر اُٹھایا —— جس ہستی نے ساری زندگی **ذات** سے ہٹ کر تنظیم کی **بات** کی —— اُنہی **پر** اپنی **ذات** کے لیے

ناراض ہونے کی تہمت **باندھنے** لگے ـــــ ظالمو! ذرا یہ تو بتاؤ کہ جن خادمین **پر** تہمت لگاتے ہو ـــــ اُنہوں نے کیا کوئی دین کی مخالفت کی؟ ـــــ کیا اُنہوں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی مخالفت کی؟ ـــــ کیا اُنہوں نے مرشد کے عقیدے کی مخالفت کی؟ ـــــ ہر **گز** نہیں اور یقیناً نہیں ـــــ تو پھر ذاتیات کی پسند **نا** پسند میں اُلجھے ہوئے ہو! ـــــ تنظیم کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہو! ـــــ وارثِ کرم، پیر سیّد **شہر یار بخاری** مدظلہٗ العالی کے راستے میں کا**نٹے** بکھیر رہے ہو! ـــــ دینی مشن کو نقصان پہنچا رہے ہو ـــــ شرم آنی چاہیے کہ جہاں سے عزت سمیٹی ـــــ اُسی **مرکزِ** رُشد و **ہدایت پر** الزام لگا رہے ہو ـــــ جو مخلصین اِس وقت دین کے لیے وقت دے رہے ہیں ـــــ **اُنکو** نکالنے کی **بات** کر رہے ہو ـــــ تقسیم کرنے کی **بات** کر رہے ہو ـــــ تقریباً ۱۰۰۰ سال پہلے ایسی ہی سوچ ر**کھنے** والے کسی شخص نے **بابا** فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی **خدمت** میں قینچی پیش کر دی ـــــ **بابا صاحب** رحمۃ اللہ علیہ نے قینچی واپس کرتے ہوئے مسکرا کر ارشاد فر**مایا** ـــــ ہمیں قینچی مت دو ـــــ ہمیں سوئی دھاگہ دے دو ـــــ کیوں کہ ہم کاٹتے نہیں ہیں ـــــ بلکہ جوڑتے ہیں ـــــ

والسلام الیٰ یوم القیام

پیر ثناء اللہ طیّبی
مجددی نقشبندی
ایڈیٹر
ماہنامہ ''مجلّہ حضرت کرماں والا''

محمد رمضان قادری
بلئیر چک ۴۶ پتوکی

اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ذوالحجہ ہے اور اسے ذوالحجہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اسی ماہ **مکرم** میں حج کرتے ہیں۔ ذوالحجہ کا مہینہ چار برکت اور حرمت والے مہینوں میں سے **ایک** ہے اس مہینے میں کثرتِ نوافل، تلاوت، صدقہ و خیرات وغیرہ عبادات کا بہت بڑا ثواب ہے۔ اس ماہ کے ابتدائی **عشرہ** کی راتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔

وَالْفَجْرِ. وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورۃ الفجر آیت ۱-۲) **ترجمہ:** قسم ہے مجھے فجر کی (قربانی کی فجر) اور دس راتوں کی، (یعنی ذوالحجہ شریف کے شروع کی دس راتوں کی) حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، جب **عشرہ** ذوالحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے بعض لوگ قربانی کا ارادہ کریں تو چاہیے کہ **بال** اور جسم سے کسی شے کو مس نہ کریں،

اور **ایک** روایت ہے **فَلَا يَاخُذَنَّ شَعْرًا وَّلَا يُقَلِّمَنَّ ظُفُرًا** ترجمہ: بال نہ کترائے اور نہ ہی **ناخن** ترشوائے۔ (مشکوۃ شریف ص ۱۲۷)

تو معلوم ہوا کہ ماہ ذوالحجہ کا پہلا **عشرہ** انتہائی حرمت عزت اور فضیلت والا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **رویت** ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد **فرمایا** کہ کوئی دن اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نہیں سوائے ان دس دنوں کے کہ ان میں عبادت کی جائے (یعنی **عشرہ** ذوالحجہ میں)

يَعْدِلُ صِيَامَ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ ۔ ان دنوں سے **ایک** دن کا روزہ سال

کے روزوں کے برابر ہے۔ **وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ** اوران دنوں کی ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہے۔(مشکوۃ شریف ص ۱۲۸)

قبر میں نور

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں عشرہ ذوالحجہ کی راتوں میں سے ایک رات بصرہ کے ایک قبرستان میں تھا کہ میں نے ایک قبر سے نور کی شعاعیں دیکھیں۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آواز آئی اے سفیان ثوری! اگر نو دن ذوالحجہ کے تو نے روزے رکھے تو تیری قبر سے بھی نور نکلے گا۔(نزہۃ المجالس ج ا،ص ۱۴۴)

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چار چیزوں کو حضور نبی کریم ﷺ نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورہ (دس محرم کا روزہ، ذوالحجہ کے عشرہ کے روزے) (یاد رہے کہ عید کے دن روزہ منع ہے) ہر ماہ کے تین روزے، اور فجر سے قبل دو رکعتیں۔(مشکوۃ شریف)

نور کے طباق

ایک بزرگ نے دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور دیکھا کہ اس بزرگ کے ایک دوست کے آگے دس نور کے طباق آئے ہیں جبکہ اس کے اپنے آگے صرف دو نور کے طباق آئے۔ اس پر اسے تعجب ہوا، اتنے میں اسے بتایا گیا کہ تیرے دوست نے دس سال عرفہ کا روزہ رکھا، اس لئے اس کے دس نور کے طباق آئے جبکہ تو نے صرف دو سال عرفہ کے روزے رکھے ،اس لئے تیرے آگے دو نور کے طباق آئے۔(نزہۃ المجالس ج ا،ص ۱۴۴)

یوم عرفہ کا روزہ

ذوالحجہ کے عشرہ میں عرفہ (۹ ذوالحجہ کا دن بڑا مبارک ہے عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، مگر یہ غیر محرم (غیر حاجی) کے لئے ہے ،حاجی ایسا نہ کرے، تا کہ حج کے احکام بآسانی ادا کر سکے۔(ماثبت من السنۃ ج ۲،ص ۲۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے عہد رسالت میں ایک شخص گانے بجانے سے محبت رکھتا تھا، مگر جب ذوالحجہ کا چاند نظر آتا، تو روزے رکھنا شروع کر دیتا۔ حضور ﷺ نے اسے بلا کر دریافت فرمایا، تو کس وجہ سے ان دنوں کے روزے رکھتا ہے۔ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! یہ حج کے دنوں سے ہیں اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حاجیوں کی دعاؤں میں شریک فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تجھے ہر دن کے روزے کے بدلے ایک سو مسلمان غلاموں کو آزاد کرنے، ایک سو اونٹ صدقہ کرنے اور ایک سو گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا۔ اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بدلے میں دو ہزار غلاموں کو آزاد کرنے، دو ہزار اونٹ صدقہ کرنے اور دو ہزار گھوڑوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے (یعنی جہاد کے لئے) کا ثواب ملے گا اور گزشتہ سال اور ایک آئندہ سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲، ص ۲۵)

☆ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے دن ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے پینے کے لئے کچھ دیجئے۔ تو اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، اے لڑکے! اسے شہد پلاؤ۔ پھر دریافت فرمایا، اے مسروق! تم نے روزہ نہیں رکھا؟ تو میں نے عرض کیا، نہیں! مجھے خوف ہوا کہ کہیں آج عید الاضحیٰ کا دن نہ ہو۔ تو اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا، عرفہ تو وہ دن ہے جس دن حاکم اسلام کسی کو امیر حج مقرر کرے اور قربانی کا دن وہ ہے جس دن حاکم اسلام قربانی کرے۔ پھر فرمایا، اے مسروق! کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کے روزے کو ایک ہزار دن کے برابر سمجھتے تھے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب صیام یوم عرفۃ، رقم ۵۱۴۳، ج ۳، ص ۳۵۷)

ایک اور روایت میں ہے کہ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ عرفہ کا روزہ ایک ہزار دن کے روزوں کے برابر ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الصیام تخصیص یوم عرفۃ، رقم ۳۷۶۴، ج ۳، ص ۳۵۷)

جہاد سے افضل عمل

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا حج کے دس دنوں میں کیا گیا عمل اللہ عزوجل کو بقیہ دنوں میں کئے جانے والے عمل سے زیادہ محبوب ہے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول ﷺ! کیا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنا بھی؟ ارشاد فرمایا ہاں! راہِ خدا عزوجل میں جہاد کرنا بھی، سوائے اس شخص کے جو اپنی جان و مال کے ساتھ نکلے اور ان دونوں میں سے کچھ بھی واپس نہ لائے۔(بخاری، کتاب العید ،باب فضل العمل ۔۔الخ، رقم ۹۶۹، ج ۱، ص ۳۳۳)

ایک روایت میں ہے اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی نیک عمل قربانی کے دس دنوں میں کئے جانے والے عمل سے زیادہ پاکیزہ اور ثواب والا نہیں۔(کنزالعمال، کتاب الفضائل، باب الاکمال، رقم ۳۵۱۸۲، ج ۱۲، ص ۱۴۱)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی دن، عشرۂ حج سے افضل نہیں۔تو ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! یہ دس دن افضل ہیں یا راہِ خدا عزوجل میں جہاد کے دس دن؟ فرمایا، یہ دس دن راہِ خدا عزوجل میں جہاد کے دس دنوں سے افضل ہیں سوائے اس شخص کے جس کا چہرہ خاک آلودہ ہو گیا ہو۔(ابویعلی الموصلی مسند جابر بن عبداللہ، رقم ۲۰۸۶، ج ۲، ص ۲۹۹)

ماہ ذی الحجہ کے نفل

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی عرفہ کی رات یعنی نویں کی رات کو سو رکعات نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ایک بار یا تین بار سورۃ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا اور اس کے لئے جنت میں یاقوت کا سرخ مکان بنایا جائے گا۔دوسری روایت میں ہے کہ عرفہ کی رات میں دو رکعات نفل پڑھے۔پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سو مرتبہ آیت الکرسی پڑھے دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ اخلاص سو

مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس **نماز** کی **برکت** سے اس کی سفارش پر **70** آدمی بخشے گا۔(فضائل الایام والشہور)

حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا: جو شخص دسویں ذی الحجہ **تک** ہر رات وتروں کے بعد دو رکعت **نفل پڑھے** کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ کوثر اور سورۃ اخلاص تین تین دفعہ پڑھے تو اس کو اللہ تعالیٰ مقام اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے گا اور اس کے ہر بال کے بدلہ میں ہزار نیکیاں لکھے گا اور اس کو ہزار دینار صدقہ کا ثواب ملے گا۔

جو کوئی **نحر** کی رات یعنی دسویں ذوالحجہ کو جس کی صبح عید ہوتی ہے **بارہ** رکعات **نفل** پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ اخلاص پندرہ دفعہ پڑھے تو اس نے ستر سال کی عبادت کا ثواب حاصل کیا اور تمام **گناہوں** سے **پاک** ہوگیا۔ اسی رات کی **ایک نماز** یہ بھی ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ اخلاص **ایک** دفعہ سورۃ الفلق اور **ایک** دفعہ سورۃ الناس پڑھے اور سلام کے بعد **70** دفعہ **سُبحَانَ اللّٰہِ** اور **70** دفعہ درود شریف پڑھے تو اس کے تمام **گناہ** بخشے **جائیں** گے۔(فضائل الایام والشہور)

تکبیراتِ تشریق:

روایت میں ہے کہ جبریل امین دنبہ لا رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے **اللہ اکبر اللہ اکبر**۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جبریل علیہ السلام کی آواز پہنچی تو آپ نے کہا **لا الہ الا اللہ واللہ اکبر**۔ ابراہیم علیہ السلام بولے **اللہ اکبر**۔ اور دنبے نے بول کر کہا: **وللہ الحمد**۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی **سنت** و**طریقہ** بنا کر قیامت **تک** کیلئے قائم رکھا تا کہ چاروں ہستیوں کی **سنت** پر عمل ہوجائے بلکہ چاروں کے عمل سے میرے حبیب ﷺ کے امتیوں کو **برکت** ملے اور چاروں کی **یاد** تازہ ہوتی رہے۔ چنانچہ نو ذی الحج کی صبح سے لیکر تیرہ کی عصر **تک** یہ الفاظ ہر **نماز** کے بعد **نمازیوں** پر **ایک بار** پڑھنا **واجب** اور تین **بار** پڑھنا مستحب و**افضل** ہے۔

حضرت **سیدنا** ابن عباس رضی اللہ عنہ سے **روایت** ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، اللہ

عزوجل کے نزدیک حج کے ان دس دنوں سے افضل اور پسندیدہ کوئی عمل نہیں لہذا ان دنوں میں ، **سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کی کثرت کیا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ ان دنوں میں ، **سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** اور ذکر کی کثرت کیا کرو اور ان میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان دنوں میں عمل کو سات سو گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ (شعب الایمان، باب فی الصیام، فصل تخصیص ایام العشر ۔۔الخ، رقم ۳۷۵۸، ج۳، ص۳۵۶)

گناہوں کا کفارہ

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ منیٰ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی اور ایک ثقفی صحابی رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے اور سلام عرض کرنے کے بعد عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ سے سوال پوچھنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اگر تم چاہو تو میں تم دونوں کو بتا دوں کہ تم کیا سوال پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو میں رک جاؤں اور تم سوال کرو؟ ان دونوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ خود ہی بتا دیں۔ تو ثقفی صحابی نے انصاری صحابی سے کہا تم سوال کرو تو اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ خود ہی ارشاد فرما دیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا، تم مجھ سے بیت الحرام کی نیت سے نکلنے اور اس کے ثواب اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں اور ان کے ثواب اور صفا و مروہ کی سعی اور اس کے ثواب اور عرفہ میں وقوف اور اس کے ثواب اور رمی جمار اور اس کے ثواب اور اپنی قربانی اور عرفہ سے واپسی کے بارے میں سوال کرنے آئے ہو۔ اس نے عرض کیا، اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں صرف یہی سوال کرنے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا، جب تو اپنے گھر سے بیت الحرام کا قصد کر کے نکلا تھا تو تیری اونٹنی کے ہر قدم کے بدلے تیرے لئے ایک نیکی لکھی گئی اور تیرا ایک گناہ مٹا دیا گیا اور تیرا طواف کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا اولاد اسماعیل علیہ

السلام میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے اور تیرا صفا و مروہ کی سعی کرنا ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور رہا تیرا عرفہ کی رات میں وقوف کرنا تو اللہ عزوجل اس رات میں آسمان دنیا پر (اپنی شان کے لائق) نزول فرما کر ملائکہ کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ میرے بندے گرد آلود ہو کر ہر گھاٹی سے میری جنت کی امید رکھتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں، اگر ان کے گناہ ریت کے ذروں یا بارش کے قطروں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوئے تو میں ضرور ان کے گناہوں کو مٹا دوں گا، پھر فرماتا ہے کہ تم اور جن کی تم نے سفارش کی سب مغفرت یافتہ ہو کر لوٹ جاؤ اور تمہارا جمرات کی رَمی کرنا تو تمہاری پھینکی ہوئی ہر کنکری ہلاکت خیز گناہ کبیرہ میں سے ایک گناہ کا کفارہ ہے اور تمہاری قربانی اللہ عزوجل کے پاس تمہارے لئے ذخیرہ ہے اور تمہارے لئے سر منڈانے میں ہر بال کے عوض تمہارے لئے ایک نیکی ہے اور اس کے عوض تمہارا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اسکے بعد اگر تم بیت اللہ کا طواف کرو تو تمہارا کوئی گناہ باقی نہ رہے گا اور ایک فرشتہ آکر اپنے ہاتھ تمہارے کندھوں پر رکھ کر کہے گا کہ نئے سرے سے عمل شروع کرو کیونکہ تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ (مجمع الزوائد)

ماہ ذوالحجہ کے اہم واقعات

اس ماہ مکرم میں ہونے والے اہم واقعات درج ذیل ہیں۔

☆ یکم ذوالحجہ کو سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہوا۔ ☆ آٹھ ذوالحجہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں، حجاج کرام اپنے اونٹوں کو پانی سے سیراب کرتے تھے۔ ☆ آٹھ ذوالحجہ کی رات کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ذبح اسمٰعیل علیہ السلام کا خواب دیکھا تھا۔ ☆ نویں ذوالحجہ کو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ خواب صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ☆ نویں ذوالحجہ کو حجاج حضرات میدان عرفات میں جا کر فریضہ حج سر انجام دیتے ہیں۔ ☆ دس ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں، یہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی مقبول قربانی کا دن ہے۔

حضور شیخ المشائخ، فخرونازِ گنجِ کرم، جانشینِ گنجِ کرم

باباجی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کے فرمودات وارشادات پر مشتمل

مرشد کی باتیں

برموقع سالانہ ختم شریف باباجی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سال ۲۰۱۹ء

------ OOO ------

آج ہم **بابا** جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ختم شریف دلوا رہے ہیں۔ **جب** میں قیام گاہ سے آج محفل کی طرف آ رہا تھا تو دیکھا کہ کسی نے بھائی پیر سیّد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ختم شریف کا اشتہار لگا**یا** ہوا تھا، کچھ گمان نہ کریں، یہاں جو بھی صاحبِ مزار ہیں، حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں، میرے **ابا** جی **پا**ک رحمۃ اللہ علیہ، **تایا** جان رحمۃ اللہ علیہ اور بھائی پیر سیّد غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ **سب** کا ختم شریف ہم دلوا**ئیں** گے اور دکھاوے کے لیے نہیں بلکہ دل کی چاہ سے دلوا**ئیں** گے۔**تا**ہم ایسی محفلیں ختم شریف کی ہوں گی جبکہ عرس مبارک **ایک** ہی ہوا کرے گا **تا** کہ اتحاد و محبت قائم رہے۔

اولاد تو ساری ہی بہت پیاری ہوتی ہے اور حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی ساری اولاد سے پیار تھا **مگر** پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری، **ابا جی پاک** رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاص محبت تھی، بہت زیادہ پیار تھا۔

ہم یہاں (یعنی حضرت کرماں والا شریف میں) تقسیم کے بعد ۱۹۴۹ء میں آئے تھے اور یہ جو مکان (حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ، جہاں موجودہ وقت میں **بابا** جی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بمعہ اہل خانہ قیام فرما تھے) **پرانا ہو گیا** ہے اور اِسے **دوبارہ** تعمیر کریں گے۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری ابھی **تازہ تازہ** ہوئی تھی اور اِس مکان میں چھ گھرانے **یا خاندان** رہتے تھے (**حالانکہ** گھر **ایک یونٹ** تھا جو کسی **ایک** حقدار کو الاٹ ہونا تھا) چنانچہ وہ منتقل ہو گئے اور حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ (کاغذات کی **بنیاد پر** الاٹمنٹ کے بعد) قیام فرما ہو گئے۔ اب جن کو اُٹھنا پڑا تھا وہ تو مخالف ہو گئے تھے اور ویسے بھی **شریکا** برادری اور آس **پاس** کے لوگ **بعض** اوقات (حسد کی وجہ سے) راضی نہیں ہوتے۔ اِس **پر** میں کوئی ۵۰ مثالیں آپ کو دے سکتا ہوں۔ اللہ والے جہاں **پر** مقیم ہوں وہاں قرب و جوار میں رہنے والے لوگ مخالف بھی ہوتے ہیں۔ اب اِس گاؤں میں بھی کئی لوگ **باطنی** طور **پر** موافق نہیں ہیں لیکن **جب** کہیں **باہر** جائیں اور کسی مسئلے میں پھنس **جائیں** تو کہتے ہیں کہ ہم حضرت کرماں والا شریف کے رہنے والے ہیں، تو اِس **پر** اُنہیں فائدہ مل جاتا ہے اور مسئلے سے نکل آتے ہیں۔ دیکھ لیں بس!

یہاں **پر** سب کرم حضور میاں **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ میاں **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ سادات کی بہت تکریم کرتے تھے اور پھر حضرت **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ بھی میاں **صاحب** رحمۃ اللہ علیہ کے اُسوہ **پر** چلتے ہوئے سادات کا بہت احترام کرتے تھے اور آج بھی سادات کا یہاں آستانے **پر** احترام کیا جاتا ہے۔ سادات کا احترام کیوں کیا جاتا ہے؟ اِس لیے کہ اُن کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے۔ مبادا کہ کوئی سیّد یہ سمجھے کہ میں (کسی اور وجہ سے) بہت خاص

ہوں تو اِس طرح بات نہیں بن سکتی، اصل بات یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت حاصل ہے، اگر ابوجہل سے نسبت ہوتی تو اُٹھا کر پھینک دیتے۔

میری پھوپھی جان سیّدہ بے بے جی سرکار رحمۃ اللہ علیہا جن کے بارے میں بیلی جانتے ہیں، مجھے یاد ہے کہ جب کبھی میں باہر نکلنے لگتا اور سر ننگا ہوتا تو فرماتے، پتر! ٹوپی پہنا کرو اور تہجد بھی پڑھا کرو۔ ایک بار میں نے کہا کہ صبح سویرے جاگ نہیں پاتا تو پیار سے فرمایا، کہ لوگ کیا کہیں گے، سیّد ہو کر سر بھی نہیں ڈھانپا ہوا۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سیّد کے نام کو کشکول کی طرح استعمال نہ کیا کرو۔ سیّد وہ ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سچا سُچا بیٹا ہو اور سادات میں بہت خودداری ہوتی ہے۔

آج میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اور میں دعا کر رہا تھا کہ میں محفل میں پہنچوں کیوں کہ آپ سب یہاں آرہے تھے۔

مجھے لطف اللہ (حضرت کرماں والا شریف میں رہائشی دیرینہ بیلی حاجی لطف اللہ صاحب) نے بات سنائی۔ یہاں (یعنی حضرت کرماں والا شریف میں) ایک بندہ آ گیا اور آ کر دربار شریف کے پاس بیٹھ گیا۔ تایا جی، بابا جی سیّد محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں دربار شریف کے قریب موجود تھے۔ اُس بندے نے دربار شریف پر سلام عرض کیا لیکن آپ (یعنی تایا جی) کو سلام نہیں کیا اور دربار شریف پر سلام عرض کر کے واپس چلا گیا۔ تایا جی رحمۃ اللہ علیہ نے لطف اللہ کو بلایا تو یہ اُن کے پاس چلا گیا اور آپ فرمانے لگے کہ تمہیں پتہ ہے، جو اصل اور صحیح سیّد کو سلام نہ کرے وہ کون ہوتا ہے؟ فرمایا کہ وہ اپنے باپ کا نہیں ہوتا۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، بھئی! بیلی (ایسا ویسا) خیال نہ کیا کرو، پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جب بابا شاہ علی (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) پیار کرتے ہیں تو میں کیوں نہ کروں؟؟؟

آج کل مرید برائے نام ہیں۔ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید

بڑے پکے تھے۔ جس کے ساتھ آپ ایک مرتبہ ملاقات فرما لیتے تھے وہ پھر کہیں نہیں گیا۔ آج بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو 40 سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے لیکن آپ کے ختم شریف پر یہ جو رونق ہے، یہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت کی وجہ سے ہے۔ آج آپ بیلی ختم شریف کی محفل میں تشریف لائے ہیں، مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اِس طرح محبت کی ہے، جس طرح آپ اُن کے مرید و غلام ہوں۔ آپ نے کبھی نہیں سمجھا کہ میں بیٹا ہوں۔ آپ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھینسوں کو چارہ ڈالتے رہے اور اپنے ہاتھوں سے فصلیں بھی کاٹتے رہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تو اتنے بڑے عالی مقام پیر کا بیٹا ہے اور وہ کام کر رہا ہے جو خدام کرتے ہیں تو یہ آپ کی تربیت تھی کہ اپنے شیخ کی گلیوں کی صفائی بھی کیا کرتے تھے۔

بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے شجاع اور دلیر تھے، آپ بہت زیادہ سخی بھی تھے۔ ایک مرتبہ کی بات ہے، جب یہاں گاؤں میں مکان تھا تو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نہانے کے لیے سڑک (جی۔ٹی روڈ) کے اُس پار ٹیوب ویل میں اکثر غسل فرماتے تھے۔ اب جن کا ٹیوب ویل تھا وہ غیر مسلک بدعقیدہ تھے۔ ایک بار اُنہوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے اُٹھوا دیئے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت چک 57 ایس۔پی (عارفوالا) میں قیام فرما تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے اور پھر جب اُن لوگوں کو اپنا سیّد اور جلال والا رنگ دکھایا تو پھر وہ آپکی خدمت میں بھاگے آئے اور عرض کیا کہ ٹیوب ویل ہے ہی آپ کا۔ جب آپ کا دل کرے، تشریف لائیں۔ (اِس واقعہ پر) حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”ہم چکی راہوں کو کون پوچھتا ہے! ہمیں تو پیر عثمان علی شاہ لیے پھرتا ہے۔“ میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کر رہا ہوں۔ سُنی سنائی بات نہیں کہہ رہا۔

بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شان تھی کہ اگر کوئی آدمی (بوجہ علالت بستر پر) لیٹا ہوتا تو آپ ایسی تسلی والی بات کیا کرتے تھے کہ وہ اُٹھ کر بیٹھ جاتا تھا۔ اگر کوئی بستر

مرگ پر بھی پڑا ہوتا تو آپ ایسی مہربانی فرماتے کہ بندہ اُٹھ کر کھڑا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ڈاکٹروں نے لطف اللہ کے والد (چوہدری عبدالغنی صاحب) کو جواب دے دیا کہ اُس کا بچنا یعنی مزید زندہ رہنا مشکل ہے۔ جب یہ بابا جی پیر عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا، یہ تو ٹھیک ہے، اِس کو تو کچھ ہے ہی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھ سے لکھوا لو اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ تحریر لکھ کر دی۔ بس پھر اِنکے والد تقریباً 25 سال بعد فوت ہوئے۔ یہ اللہ والوں کی کرامات ہیں اور یہ کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے اللہ والوں کے لیے۔

حضرت صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیر سیّد عثمان شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا پیار تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پوری زندگی بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نئے کپڑے نہیں سلوائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ و نفیس پاپوش، گھڑیوں اور عینک کا شوق تھا لیکن حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ جو چیزیں پہلے موجود تھیں، بس وہی استعمال کرتے تھے۔ نئی چیزیں نہیں لیں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ شفیق (نعت خواں پیر حاجی شفیق احمد رحمۃ اللہ علیہ) سے فرماتے کہ وہی نعت بار بار پڑھو

”بھانویں جگ وِچ دیوے لکھ بلدے، سانوں سجناں باجھ ہنیرا اے“

یعنی جو کوئی بھی ہو مگر میرے لیے تو سب کچھ میرے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔ پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً 12 سال بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی وصال ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک کوئی زیادہ نہیں تھی، 48-47 سال کی عمر تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ جوانی والی عمر ہی ہوتی ہے۔ قاری مشتاق صاحب (یعنی مرحوم پیر قاری مشتاق احمد طیّبی رحمۃ اللہ علیہ) بھی موجود ہیں، یہ جانتے ہیں، یہی نعت زیادہ پڑھی جاتی تھی۔

ایک مرتبہ میں عرس مبارک کے موقع پر داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ جا رہا تھا اور میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست کے اختتام پر واپس جا رہے تھے تو مجھے دیکھ کر اپنے پاس

بٹھالیا اور سب حاضرین کے سامنے فرمانے لگے، ''میں نے بڑے بڑے (عالی مرتبت) بندے دیکھے ہیں لیکن پیر سیّد عثمان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسا سخی نہ دیکھا ہے نہ کبھی دکھائی دے گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ (یعنی میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا میں چھوٹی عمر میں تھا تو مجھے چڑیا گھر لے گئے۔ میں نے حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میں نے بابا جی سیّد عثمان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانا ہے۔ دونوں بزرگ اُس وقت کراچی گئے ہوئے تھے۔ میں نے تو کراچی کا چڑیا گھر نہیں دیکھا، اور یہ بات پرانی ہے۔ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں کسی جانور کے پنجرے کے سامنے جتنی دیر بھی کھڑا رہا، بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے روکا ٹوکا نہیں۔ میری عمر چھوٹی تھی اور بچپن تھا پھر بھی روکا نہیں کہ بس کریں یا وقت زیادہ ہو گیا ہے، جتنا وقت بھی وہاں پر لگا سو لگا مگر یہ نہیں فرمایا کہ اب آگے چلیں۔ چنانچہ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ آپ جیسا سخی میں نے کبھی نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھوں گا۔

دیگر بزرگوں کی شان بھی کوئی کم نہیں ہے۔ معاذ اللہ، میں ایسی کوئی بات نہیں کہہ رہا کہ اُن کی شان کم ہے۔ جب دیگر بزرگوں کے دن (ختم شریف کے حوالے سے) آئیں گے تو ان شاء اللہ تب بھی اِسی طرح بات ہوگی اور ہوتی رہے گی۔ ہم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں اور یہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا لگایا ہوا پودا ہے۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد حضور میاں صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے قدموں کی طرف نہیں بیٹھنے دیا۔ جب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت علیل ہو گئی تو آخری تین دن اُردو میں گفتگو فرمائی۔ (ویسے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجابی میں گفتگو فرماتے تھے)۔ جب طبیعت بہت علیل ہو گئی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی صحت افزاء مقام پر لے جائیں چنانچہ بیلی حضور میاں

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کشمیر لے گئے لیکن کشمیر جا کر طبیعت اور زیادہ علیل ہو گئی تو پھر واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے وصال سے تین دن پہلے کوئی گفتگو نہ فرمائی، اگر کچھ ارشاد فرماتے تو اُردُو میں بات کرتے۔

(چنانچہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اُس کیفیت میں) حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ساری زندگی میرا شوق رہا ہے کہ میں اپنے پیرومرشد کے قدموں میں بیٹھوں۔ (حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو قدموں کی طرف بیٹھنے نہیں دیتے تھے)۔ چنانچہ یہ خیال فرمایا کہ اب موقع مل جائے گا اور میں کچھ دیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ جاؤں گا۔ یہی سوچ کر حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ میاں صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی طرف کچھ فاصلے پر بیٹھ گئے لیکن اُسی وقت حضرت میاں صاحب اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: "شاہ صاحب! اِدھر آ کر بیٹھیں"

یعنی حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے قدموں میں نہیں بیٹھنے دیا۔ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی بہت شان ہے۔

میرے نانا جی (پیر سیّد نورالحسن شاہ بخاری حضرت کیلیانوالے رحمۃ اللہ علیہ) 14 سال شرقپور شریف میں لنگر شریف کی خدمت کرتے رہے اور 14 سال خدمت کرنے کے بعد اُن کو حضور میاں صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے نوازا جب کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ پہلی مرتبہ گئے اور جاتے ہی خلافت مل گئی۔ یہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی شان ہے۔ ایک اور بات بتاؤں جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیلی حاجی رمضان عرف رمضانی نے مجھے بتائی اور حاجی رمضانی کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بتائی۔ حاجی رمضان (عرف رمضانی) کی بھی بڑی شان ہے، حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خادم ہے، بہت قربت رہی تو شان تو ہے ہی۔

وہ بات یہ ہے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ

میرے دل میں اپنے پیر خانے (یعنی شرق پور شریف) کو لے کر بڑی بے چینی سی تھی۔ میں بہت پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر جاتا تو حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ فرمانے لگیں کہ آپ کیوں اتنے بے چین ہیں؟ آپ فرمانے لگے کہ میرا دل بہت بے چین ہے کہ میں پیر خانے (شرق پور شریف) جانا چاہتا ہوں۔ اماں جی فرمانے لگیں کہ اگر آپ کا دل بے چین ہے تو پیر خانے (شرق پور شریف) چلے جائیں۔ چنانچہ جیسے تیسے حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ چل پڑے۔ آپ اکثر پیدل تشریف لے جاتے تھے۔ لاہور سے پہلے موہلن وال کے مقام پر دریا گذر کر شرق پور شریف کا فاصلہ بہت کم رہ جاتا ہے۔ جب حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ پیر خانے شرق پور شریف پہنچے تو دیکھا کہ بہت سارے بیلی جمع ہیں مگر خاموشی تھی۔ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا ہے۔ شرق پور شریف میں نمازِ جنازہ کی تیاری تھی اور بیلی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے تھے کہ حضور! ہم نمازِ جنازہ پڑھالیں؟ مگر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ ابھی نہیں، مجھے کچھ انتظار ہے۔ چنانچہ جب حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیکھ کر فرمانے لگے، شاہ جی! آپ آ گئے ہیں تو چلیں اب اماں جی صاحبہ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ اب اعلیٰ حضرت میاں صاحب شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر عالی مرتبت شخصیت کون ہو گی! مگر آپ فرمانے لگے کہ شاہ جی! آپ نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ کچھ اور باتیں معرفت کی ہیں جو میں نہیں کر سکتا۔ بہر حال یہی بے قراری کی وجہ تھی اور یہ اِن بزرگوں کی باتیں ہیں۔

بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی بہت باتیں یاد ہیں۔

بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش بمقام لاہور کی بات ہے، آپ کے وصال سے تین دن پہلے میں نے دیکھا کہ میری والدہ صاحبہؒ اور ایک دوسری بہن، جو ابھی حیات ہے، نچلی منزل سے روتی ہوئی بالائی منزل کی طرف چلی گئیں (بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قیام نچلی منزل پر تھا جب کہ خواتین اور دیگر اہلِ خانہ بالائی منزل پر رہائش فرما تھے) میں نے جب یہ دیکھا تو پوچھا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی فرمایا ہے کہ ہمارا پرسوں وصال ہو جائے گا جبکہ یہ بات جمعرات کے دن کی ہے۔ حالانکہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کوئی زیادہ علیل نہیں تھے بس ایسے ہی تھا جیسے کوئی تھوڑا بہت بیمار ہو۔ یہاں شوکت علی صاحب بیٹھے ہیں۔ (پیر شوکت علی طیبّی، لاہور کے رہائشی اور بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ بیلی ومحبّ تھے)۔ اگرچہ بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تھوڑا بہت شوگر کا عارضہ ہو چکا تھا مگر زیادہ پیچیدہ بات نہیں تھی۔ ہمارا قیام بالائی منزل پر ہوتا تھا تو ہم وہاں ہی سوتے تھے اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ خود سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی منزل پر علی الصبح تشریف لائے اور ہمیں نیند سے جگایا کہ اتنی دیر ہو گئی ہے، اب اُٹھو، جاگو۔ میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ ابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت اب بہتر لگ رہی ہے مگر اُسی دن شام 4 بجے آپ وصال فرما گئے۔

اللہ والوں کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ جب تک وہ بذاتِ خود دنیا سے نہ جانا چاہیں تو وہ نہیں جا سکتے، جب خود خیال (یعنی ارادہ) بنا لیں تو چلے جاتے ہیں۔

میرا تو آج تک یہی تجربہ ہے کہ سب سے بڑا کام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل ہو جائے۔

چنانچہ میں کہہ رہا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ جو کچھ بھی حاصل ہو جائے وہ ایسے ہی ہے جیسے خنزیر کی ہڈی ہو۔

بندہ کامیاب صرف وہی ہے جس پر رب راضی ہے اور اُس کا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہے۔ یہ بات پکی لکھ لو۔ جس طرح میں نے کہا ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ میں سے پچاس بندے اختلاف کریں یا سمجھ نہ سکیں لیکن یہ بات پکی لکھ لو کیوں کہ بات ایسے ہی ہے۔ والسلام

ملک حماد اعوان طیّبی

قربانی کے فضائل و مسائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

یعنی تم اپنے رب کے لئے **نماز** پڑھو اور قربانی کرو۔

قربانی احادیث کی روشنی میں

(۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے **بدلے** میں **ایک** نیکی ملتی ہے۔ (ترمذی ج۳ ص۱۶۲ حدیث ۱۴۹۷)

(۲) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی، وہ آتشِ جہنم سے حجاب (یعنی روک) ہو جائے گی۔

(معجم الکبیر ج۳ ص۸۴ حدیث ۲۷۳۶)

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس موجود رہو کیونکہ اسکے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ ص۴۷۶ حدیث ۱۹۱۶۱)

(۴) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(ابن ماجہ ج۳ ص۵۲۹ حدیث ۳۱۲۳)

(۵) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **انسان عیدالاضحیٰ** کے دن کوئی ایسی نیکی نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ پیاری ہو، یہ قربانی قیامت میں اپنے سینگوں، بالوں اور کُھروں کے ساتھ آئے گی اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے لہذا خوش دلی سے قربانی کرو۔ (ترمذی ج ۳ ص ۱۶۲ حدیث ۱۴۹۸)

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، قربانی اپنے کرنے والے کے نیکیوں کے پلڑے میں رکھی جائے گی جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا اور حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پھر اس کے لئے سواری بنے گی جس کے ذریعے یہ شخص بآسانی پُل صراط سے **گزرے** گا اور اس (جانور) کا ہر عضو مالک (یعنی قربانی پیش کرنے والے) کے عضو (کیلئے جہنم سے آزادی) کا فدیہ بنے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۵۷۴ تحت الحدیث ۱۴۷۰ مراۃ ج ۲ ص ۳۷۵)

قربانی کے متعلق چند سوالات کے جوابات

☆ سوال 1۔ کسی سے قرض لے کر قربانی کرنا کیسا؟

جواب۔ اگر کسی پر قربانی واجب ہے اور اس وقت اس کے پاس روپے نہیں ہیں تو قرض لے کر یا کوئی چیز فروخت کر کے قربانی کرے۔ (فتاویٰ امجدیہ ج 3 صفحہ 315)

☆ سوال 2۔ قربانی واجب ہونے کے لئے کتنا مال ہونا چاہئے؟

جواب۔، ہر بالغ، مقیم، مسلمان مرد و عورت، مالک **نصاب** پر قربانی واجب ہے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۲) مالک **نصاب** سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا اتنی رقم یا اتنی مالیت کا تجارت کا مال یا اتنی مالیت کا حاجت اصلیہ کے علاوہ سامان ہو اور اس پر اللہ تعالیٰ یا بندوں کا اتنا قرضہ نہ ہو جسے ادا کر کے ذکر کردہ **نصاب** باقی نہ رہے۔ فقہائے کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں حاجت اصلیہ (یعنی ضروریات زندگی) سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً

انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علم دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (الھدایہ ج ۱ ص ۹۶)

☆ سوال **3**۔ بعض لوگ پورے گھر کی طرف سے **ایک** بکرا قربان کر دیتے ہیں، کیا تمام اہلِ خانہ کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے؟

جواب۔ بعض لوگ پورے گھر کی طرف سے صرف **ایک** بکرا قربان کرتے ہیں حالانکہ بعض اوقات گھر کے کئی افراد صاحبِ نصاب ہوتے ہیں اور اس بناء پر ان سب پر قربانی واجب ہوتی ہے۔ ان سب کی طرف سے الگ الگ قربانی کی جائے۔ **ایک** بکرا جو سب کی طرف سے کیا گیا، کسی کا بھی واجب ادا نہ ہوا کہ بکرے میں **ایک** سے زیادہ حصے نہیں ہو سکتے کسی **ایک** طے شدہ فرد ہی کی طرف سے بکرا قربان ہو سکتا ہے جبکہ گائے (بھینس) اور اونٹ میں سات حصے یا سات قربانی ہو سکتی ہیں۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۴)

☆ سوال **4**۔ نابالغ اور بالغ اولاد یا زوجہ کی طرف سے قربانی کرنا کیسا؟

جواب۔ نابالغ کی طرف سے اگرچہ واجب نہیں مگر کر دینا بہتر ہے (اور اجازت بھی ضروری نہیں) جبکہ بالغ اولاد یا زوجہ کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو ان سے اجازت طلب کرے اگر ان سے اجازت لئے بغیر کر دی تو ان کی طرف سے واجب ادا نہیں ہوگا۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۳، بہار شریعت ج ۳ ص ۴۲۸)

اجازت دو طرح سے ہوتی ہے: (۱) صراحۃً، مثلاً اُن میں سے کوئی واضح طور پر کہہ دے کہ میری طرف سے قربانی کر دو۔ (۲) دلالۃً (**UNDER STOOD**) مثلاً یہ اپنی زوجہ یا اولاد کی طرف سے قربانی کرتا ہے اور انہیں اس کا علم ہے اور وہ راضی ہیں۔

☆ سوال **5**۔ اگر قربانی کے دن جانور نہ ملے تو اسکے بدلے رقم خرچ کرنا کیسا؟

جواب۔ قربانی کے وقت میں قربانی کرنا ہی لازم ہے، کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو

سکتی، مثلاً بجائے قربانی کے بکرا یا اس کی قیمت صدقہ (خیرات) کر دی جائے یہ قربانی کی ادائیگی کو پورا نہیں کرتی۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۳، بہار شریعت ج ۳ ص ۳۳۵)

☆ سوال 6۔ قربانی کے جانور کی عمر کتنی ہونی چاہیئے؟

جواب۔ قربانی کے جانور کی عمر کے سلسلہ میں اونٹ پانچ سال کا ہو، گائے دو سال کی ہو، بکرا (اس میں بکری، دنبہ، دنبی اور بھیڑ (نر و مادہ) دونوں شامل ہیں) ایک سال کا ہو، اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں، زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ مہینے کا بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (درمختار ج ۹ ص ۵۳۳)

یاد رکھیئے! مطلقاً چھ ماہ کے دنبے کی قربانی جائز نہیں، اس کا اتنا فربہ (یعنی تگڑا) اور قد آور ہونا ضروری ہے کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا لگے۔ اگر چھ ماہ بلکہ سال میں ایک دن بھی کم عمر کا دنبے یا بھیڑ کا بچہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا نہیں لگتا تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔

☆ سوال 7۔ کیا قربانی کے جانور میں عقیقہ ہوسکتا ہے؟

جواب۔ گائے یا اونٹ کی قربانی میں سات حصے ہوتے ہیں چنانچہ سات میں سے کوئی ایک یا زائد عقیقے کا حصہ بھی شامل ہوسکتا ہے۔ (درمختار، ج ۹ ص ۵۴۰)

☆ سوال 8۔ وہ کون سے جانور ہیں جن کی قربانی جائز نہیں؟

جواب۔ فقہاء نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ ہر وہ عیب جو کسی منفعت کو بالکل ختم کر دے یا جمال کو بالکل ضائع کر دے اسکی وجہ سے قربانی جائز نہیں اور جو عیب اس سے کم درجہ کا ہو اسکی موجودگی کے باوجود قربانی جائز ہے لہذا قربانی کا جانور بے عیب ہونا ضروری ہے اگر تھوڑا سا عیب ہو (مثلاً کان چیرا ہو یا سوراخ ہو) تو قربانی مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو قربانی نہیں ہوگی۔

(بہار شریعت ج ۳ ص ۳۴۰)

(۱) ایسا پاگل جانور جو چرتا نہ ہو، اتنا کمزور کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہا، (اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دبلے پن کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے) اندھا یا ایسا کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو، ایسا بیمار

جس کی بیماری ظاہر ہو، (یعنی جو بیماری کی وجہ سے چارہ نہ کھائے) ایسا لنگڑا جو خود اپنے **پاؤں** سے **قربان گاہ نہ جاسکے**، جس کے **پیدائشی** کان نہ ہوں **یا ایک** کان نہ ہو، وحشی (یعنی جنگلی) جانور جیسے نیل گائے، جنگلی بکرا، خنثیٰ جانور (یعنی جس میں **نر و مادہ** دونوں علامتیں ہوں) **یا جلالہ** جو صرف غلیظ **کھاتا** ہو۔ **یا** جس کا **ایک پاؤں** کاٹ **لیا گیا** ہو، کان، دم **یا** چکی **ایک** تہائی (**1/3**) سے **زیادہ** کٹے ہوئے ہوں، **ناک** کٹی ہوئی ہو، **دانت نہ** ہوں (یعنی جھڑ گئے ہوں)، تھن کٹے ہوئے ہوں **یا** خشک ہوں تو ان **سب** کی قربانی **نا** جائز ہے۔ بکری میں **ایک** تھن کا خشک **ہونا** اور گائے، بھینس میں دو کا خشک **ہونا**، **نا** جائز ہونے کیلئے کافی ہے۔

(درمختار ج ۹ ص ۵۳۵۔۵۳۷، بہار شریعت ج ۳ ص ۳۴۰۔۳۴۱)

(۲) جس کے **پیدائشی** سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے اور **اگر** سینگ **تھے مگر** ٹوٹ گئے، **اگر جڑ** سمیت ٹوٹے ہیں تو قربانی نہ ہوگی اور صرف اوپر سے ٹوٹے ہیں، **جڑ** سلامت ہے تو ہو جائے گی۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۹۷)

(۳) **قربانی** کرتے وقت جانور اچھلا، کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا **ہو گیا** تو یہ عیب مضر نہیں **یعنی** قربانی ہو جائے گی اور **اگر** اچھلنے کودنے سے عیب پیدا **ہو گیا** اور وہ چھوٹ کر بھاگ **گیا** اور فوراً پکڑ کر **لایا گیا** اور ذبح کر **دیا گیا**، **جب بھی** قربانی ہو جائے گی۔

(بہار شریعت ج ۳ ص ۳۴۲، درمختار ورد المختار ج ۹ ص ۵۳۹)

(۴) بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرے جبکہ اچھی طرح **ذبح کرنا جانتا** ہو اور **اگر** اچھی طرح نہ **جانتا** ہو تو دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے **مگر** اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ قربانی کے وقت وہاں حاضر ہو۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۰)

(۵) **اگر** قربانی کی اور اس کے پیٹ کے **اندر** سے **زندہ** بچہ نکلا تو اسے بھی ذبح کر دے اور اسے (یعنی **بچے کا گوشت**) کھایا جا سکتا ہے اور مرا ہوا بچہ ہو تو **پھینک** دے کہ مردار ہے **تاہم** قربانی ہو گئی اور اس مرے ہوئے بچے کی ماں کا **گوشت** کھا **سکتے** ہیں۔ (بہار شریعت ج ۳

ص ۳۴۸)

(۶) دوسرے سے ذبح کروایا اور خود اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا کہ دونوں نے مل کر ذبح کیا تو دونوں پر بِسمِ اللہ کہنا واجب ہے۔ ایک نے بھی جان بوجھ کر چھوڑ دی یا یہ خیال کر کے چھوڑی دی کہ دوسرے نے کہہ لی مجھے کہنے کی کیا ضرورت، دونوں صورتوں میں جانور حلال نہ ہوا۔(درمختار ج۹ ص ۵۵۱)

☆ سوال 9۔ کیا اجتماعی قربانی کا گوشت اندازے سے تقسیم کر سکتے ہیں؟

جواب۔ اگر شرکت میں گائے کی قربانی کی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازے سے تقسیم کرنا جائز نہیں، کریں گے تو گناہ گار ہوں گے بخوشی ایک دوسرے کو کم زیادہ معاف کر دینا کافی نہیں۔(ملخص از بہار شریعت ج۳ ص ۳۳۵) ہاں اگر سب ایک گھر میں رہتے ہیں کہ مل کر ہی بانٹیں گے اور کھائیں گے یا شرکاء اپنا اپنا حصہ لینا نہیں چاہتے، ایسی صورت میں وزن کرنے کی حاجت نہیں۔

☆ سوال 10۔ قربانی کا گوشت کس کس کو دے سکتے ہیں؟

جواب۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی (یعنی مالدار) یا فقیر کو دے سکتا ہے، کھلا سکتا ہے بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ فقراء کے لیے اور ایک حصہ دوست و اَحباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے۔(عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۰) اگر سارا گوشت خود ہی رکھ لیا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔

☆ سوال 11۔ گوشت کے کون کون سے اجزاء کھانا ممنوع ہے؟

جواب۔ حلال جانور کے سب اجزا حلال ہیں مگر بعض اجزاء حرام یا ممنوع یا مکروہ ہیں اور وہ تقریباً ۲۲ اجزاء ہیں۔ ☆(1) رگوں کا خون ☆(2) پتہ ☆(3) پھکنا (یعنی مثانہ) ☆(4،5) علامات مادہ و نر ☆(6) بیضے (یعنی کپورے) ☆(7) غدود ☆(8) حرام

مغز ☆(9) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں ☆(10) جگر (یعنی کلیجی) کا خون ☆(11) تلی کا خون ☆(12) گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے ☆(13) دل کا خون ☆(14) پت یعنی زرد پانی کہ پتے میں ہوتا ہے۔ ☆(15) ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے ☆(16) پاخانے کا مقام ☆(17) اوجھڑی ☆(18) آنتیں ☆(19) نطفہ ☆(20) وہ نطفہ کہ خون ہو گیا ☆(21) وہ (نطفہ) کہ گوشت کا لوتھڑا ہو گیا ☆(22) وہ کہ (نطفہ) جو پورا جانور بن گیا اور ذبح کے وقت مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۰ ص ۲۴۰، ۲۴۱)

ضروری نوٹ:

کپورے کو خصیہ، فوطہ یا بیضہ بھی کہتے ہیں ان کا کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ یہ بیل، بکرے وغیرہ (نر یعنی مذکر) میں نمایاں ہوتے ہیں۔ مرغے (نر) کا پیٹ کھول کر آنتیں ہٹائیں گے تو پیٹھ کی اندرونی سطح پر انڈے کی طرح سفید دو چھوٹے چھوٹے بیج نما نظر آئیں گے یہی کپورے ہیں۔ ان کو نکال دیجئے۔

افسوس! مسلمانوں کے بعض ہوٹلوں میں دل، کلیجی کے علاوہ بیل، بکرے کے کپورے بھی توے پر بھون کر پیش کئے جاتے ہیں۔ غالباً ہوٹل کی زبان میں اس ڈش کو ”ٹکا ٹک“ کہا جاتا ہے۔ (شاید اس کو ٹکا ٹک اس لیے کہتے ہیں کہ گاہک کے سامنے ہی دل یا کپورے وغیرہ ڈال کر تیز آواز سے توے پر کاٹتے اور بھونتے ہیں اس سے ٹکا ٹک کی زوردار آواز گونجتی ہے)

چونکہ اوجھڑی کے اندر غلاظت بھری ہوتی ہے، لہذا اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ چنانچہ بہتر ہے کہ اس کو دفن کر دیا جائے۔ (فتاوی رضویہ ج ٦ ص ١٦٧)

حضور شیخ المشائخ، فخر و نازِ گنج کرم، جانشینِ گنج کرم، اِمام و پیشوائے سلسلہ عالیہ طیّبیہ

بابا جی سیّد میر طیّب علی شاہ بخاری

بابا جی حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

یادیں بہتی ہوئی موجوں جیسی ہوتی ہیں۔ جس طرح یکے بعد دیگرے لہریں بنتی اور سفر کرتی ہیں، اِسی طرح یادیں بھی بنتی، اُبھرتی، بلند ہوتی اور مسلسل رواں رہتی ہیں۔ یادوں میں پاکیزگی جب اپنی انتہاء کو چھونے لگتی ہے تو اللہ والوں کی باتیں ہماری یادوں میں تازہ ہو جاتی ہیں۔ اُسی تازگی سے سرشار کچھ لفظ ذہن میں چھلک رہے ہیں۔ تو پھر چلیے! اِس تحریر سے ہم حضور شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ کی **یادیں** تازہ کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو عظیم روحانیت سے روشن و منور کرتے ہیں۔

از قلم

ثناء اللہ طیّبی

مجددی نقشبندی

گجومتہ شریف، لاہور میں کاہنہ نوء سے قریب واقع ہے جہاں پیر سیّد امام علی شاہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ اور نام زبان زدِ خاص و عام ہے۔ آپ حضور گنجِ کرم حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے محبّ اور قابلِ فخر مرید تھے۔ اکثر و بیشتر اپنے مرشد کی توصیف میں رطب اللسان رہتے۔ ادب واحترام کا عظیم مرقع تھے۔ جب کبھی گڑھی شاہو، لاہور میں واقع رہائش پر اپنے مرشد کی اولاد سے ملنے اور زیارت کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تو صاحبزادگان والا شان کے انتظار میں گھنٹوں بیٹھے رہتے۔ گڑھی شاہو والی رہائش "کرماں والا ہاؤس" میں مقیم خدام جب پیر سیّد امام علی شاہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتے کہ ہم پیر جی (یعنی بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری) کو پیغام دے دیتے ہیں کہ آپ آئے ہیں اور ملاقات کے لیے منتظر ہیں تو آپ فی الفور تاکید کے ساتھ منع کر دیتے اور فرماتے کہ میں ایسا ہرگز نہیں چاہتا۔ جب پیر جی بذاتِ خود بالائی منزل سے نیچے تشریف لائیں گے تو میری بھی ملاقات ہو جائے گی۔ چنانچہ پیر سیّد امام علی شاہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدستور کئی گھنٹے دوزانو بیٹھے رہتے اور انتظار کرتے رہتے۔

ایک مرتبہ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے خود یہ بات سنائی کہ آپ اپنے بڑے بھائی مخدوم المشائخ بابا جی سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کے ہمراہ پیر سیّد امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کے لیے گئے۔ پیر سیّد امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیادہ عمر کے باعث نقاہت و کمزوری کے باوجود خود اُٹھے، چلے اور آگے بڑھ کر استقبال کیا لیکن یہ بات تھوڑی منفرد تھی کہ پیر صاحب نے بابا جی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تو دست بوسی بھی کی، احوال بھی دریافت فرمائے مگر برادرِ اکبر بابا جی پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری کے ساتھ کچھ ایسا رویہ کیا جیسے اُن کو پہچانا نہیں تاہم کسی نے کوئی بات نہ کی اور پیر صاحب کے ہمراہ قیام گاہ کی طرف بڑھے۔ اِسی دوران محض چند لمحات کے بعد پیر سیّد امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچانک واپس مُڑے اور سیدھے بابا جی پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی کے پاس جا کر اُن کی دست بوسی کی اور بعینہٖ اُسی طرح اکرام سے پیش آئے جیسے بابا جی

پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیش آئے تھے۔ اِس طریقے اور انداز کی وجہ سے سب کو حیرانی ہوئی۔ بہرکیف سب قیام والی جگہ پہنچے اور آرام فرما ہوئے تو پیر سیّد امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی سب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ دراصل مجھے کمزور بینائی کی وجہ سے پتہ نہیں چلا تھا کہ پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری مدظلہ العالی بھی تشریف لائے ہیں، لہذا میں صرف پیر جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کر کے آرہا تھا تو اُسی وقت میرے خیال میں حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ پیر جی! ہمارے دوسرے بیٹے پیر سیّد صمصام علی شاہ بخاری کے ساتھ نہیں ملیں گے؟ تب مجھے پتہ چلا تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

حضور شیخ المشائخ باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اوقات یہ واقعہ سنا کر ارشاد فرمایا کہ اِس واقعے سے پیر سیّد امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا پتہ چلتا ہے کہ اُن کا رَبط اپنے مرشد حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہر وقت قائم و بحال تھا۔ جب کہ دوسری جانب یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی ساری اولاد عزیز ہے۔کوئی فرق تفریق والی بات نہیں ہے۔

ادب واحترام وہ عظیم خزانہ ہے جو یقیناً بڑی مشکل سے حاصل ہوتا ہے اور صرف خوش نصیب وخوش قسمت ہی اِس سے مستفید ہوتے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم اور نسبتوں کا ادب و احترام کرنے والا ہی بالآخر مقامات سے نوازا جاتا ہے۔

حضور شیخ المشائخ باباجی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمیشہ پاسِ ادب کا خیال رکھتے اور دوسروں کو بھی نسبتوں کا لحاظ رکھنے کے لیے تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آپ شرق پور شریف کے خانوادے سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کی بے پناہ تکریم کرتے اور اُن کے ساتھ ایک مرید اور خادم کے انداز میں ملاقات کرتے۔ ایک مرتبہ میں نے بہت بڑے اجتماع میں دیکھا کہ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اِدھر اُدھر گھوم پھر رہے ہیں جبکہ

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پیچھے پیچھے ادب سے ہاتھ باندھے چل رہے ہیں حالانکہ اُس علاقے میں زیادہ تر لوگ حضرت کرماں والا شریف کے مرید تھے اور حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی اُن کی دست بوسی کے لیے آگے بڑھتے مگر بابا جی فی الفور پیچھے ہٹ جاتے اور تاکید کے ساتھ حضرت میاں خلیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرماتے کہ میاں صاحب کی دست بوسی کریں۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ، خانوادۂ شرق پور شریف کے ہر چشم و چراغ کی موجودگی میں بالکل یہی طریقہ اپناتے۔ ادب و احترام کا انتہائی خیال فرماتے۔ اگر کوئی درخواست بھی کرتا تو سبق نہ پڑھاتے بلکہ مکمل توجہ میاں صاحب کی طرف مرکوز رکھتے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ شرق پور شریف میں بغرض حاضری وسلام ایک گلی سے گذر رہے تھے کہ ایک بیلی وہاں سے گذرا جس کے ساتھ کچھ عرصہ قبل بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے ناراض ہو گئے تھے، اُس نے جیسے ہی دور سے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو آتے ہوئے دیکھا تو وہ چھپ گیا لیکن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے دیکھ لیا۔ بعد میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اُس جگہ مجھ سے معذرت کرتا تو میں بالکل درگزر کر لیتا کیوں کہ مقام شرق پور شریف تھا۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ادب واحترام کا دامن کسی بھی مقام اور حالت میں چھوڑتے نہیں تھے چنانچہ آپ عجز وانکساری کی دولت سے بھی مالا مال تھے۔ جب کوئی عاجز اور منکسر المزاج ہو جائے تو نمود ونمائش سے بھی کوسوں دور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ دکھاوے اور نمود ونمائش کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ بظاہر دیکھا جائے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی چیز کی کوئی کمی نہیں تھی۔ زمینیں، پیسہ، عزت، شہرت ہر چیز کی بہتات تھی۔ اِن سب کے باوجود ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے کہ دکھاوا کیا جائے۔ لوگ اپنے چھوٹے موٹے تعلق کو بھی بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، خوب جبے قبے پہنتے ہیں، پروٹوکول کے نام پر

دکھاوا کرتے ہیں **مگر بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اعلیٰ مقام نسبت اور تعلق کو بھی ظاہر کرنے سے حتیٰ الامکان احتراز فرماتے تھے۔ سادہ لباس پہنتے اور گاڑی **یا** سواری کے معاملے میں بھی جو میسر **یا** حاصل ہوتی، اُسی کو استعمال فرماتے۔ کسی افغان شاعر کے شعر کا مفہوم ہے کہ **بعض** اوقات پیر دراصل خالی **ہوتا** ہے **مگر** اُس کے **مرید** اُس کی کرامات بیان کر کر کے اُسے بہت **بڑھا چڑھا** کر بیان کرتے ہیں اور دیکھا جائے تو لاتعداد پیروں کے حوالے سے ایسا ہی کیا **جاتا** ہے اور پیر بھی اپنی کرامات کے بیان **پر** خوب خوش ہوتے ہیں اور داد و تحسین سے نوازتے ہیں جبکہ میں نے اپنی پوری زندگی میں **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس اِس معاملے کے **بر**عکس دیکھی۔ آپ ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے کہ اُن کی کسی **بات** کو بطور کرامت بیان کیا جائے۔ **ایک** عام **انسان** کی طرح رہنا اور عام **طریقے** سے **زندگی** گذارنا ہی پسند فرماتے تھے۔ اپنے آپ کو ممتاز کرنے اور دکھانے سے **بالکل** اجتناب **برتا** کرتے۔ پگڑی **یا** عمامہ زیادہ **تر** مخصوص مواقع **پر** پہن **لیتے مگر** سادہ سی اونی ٹوپی پہن **رکھتے**۔ بڑی بڑی محافل میں بھی جانے کے لیے خاص اہتمام نہ کرتے **مگر جب** آپ کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو آپ کی شخصیت کی وجہ سے **ایک** ایسا رعب **پڑتا** کہ بڑے بڑے جبے قبے والے بھی مرعوب اور حیران ہو جاتے۔

حضور شیخ المشائخ **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ مزاجاً اور طبعاً نرم خُو، خوش خیال ہونے کے ساتھ ساتھ نفیس مزاج پسند فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنے والوں میں بھی کوئی نہ کوئی بیلی اِس **رنگ** میں رنگا ہوا **ہوتا** تھا۔ **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی کے ابتدائی ایام کے دوران میرے چچا ملک فتح اللہ اعوان عرف نواب صاحب آپکی **خدمت** میں رہا کرتے تھے۔ "**نواب صاحب**" کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ **ایک** مرتبہ **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو "نواب" کا حلیہ اپنانے کے لیے ارشاد **فرمایا** تو اُنھوں نے **مکمل** طور **پر** اپنا حلیہ تبدیل کر لیا۔ قراقلی ٹوپی، شیروانی، کھسہ اور ہاتھ میں **عصاء** کے ساتھ ساتھ مونچھیں بھی نوابی سٹائل میں **تر**شوا لی۔ پھر اُن کو حکم ہوا کہ اپنے بڑے بھائی یعنی **ملک نصر** اللہ خاں اعوان کے گھر جاؤ۔ چچا صاحب **جب**

ہمارے گھر آئے تو سب سے پہلے میں نے ہی دروازہ کھولا، بالکل چھوٹی عمر میں ایکدم نیا حلیہ دیکھ کر ایسے لگا جیسے کوہ قاف سے کوئی جن آ گیا ہے، میں تو شور مچاتا گھر کے اندر بھاگ گیا، پھر بڑے بھائی یعنی محمد سمیع اللہ نوری باہر گئے تو وہ بھی ایک مرتبہ دیکھ کر چونک گئے مگر پھر اُنہوں نے پہچان لیا اور چچا کا نعرہ لگا دیا۔ اِس پر اُن کو اندر بلا کر خوب کلاس لی گئی مگر وہ ہنستے رہے اور پھر بتایا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر یہ نیا حلیہ بنایا ہے۔ بس پھر اُس کے بعد اُن کو ”نواب صاحب“ کہا جانے گا۔

وہ دن بھی کیا کمال دن تھے۔ والد اور والدہ دونوں سر پر چھاؤں کی طرح سایہ فگن تھے۔ بے فکری کی عمر اور زندگی تھی۔ حضرت کرماں والا شریف حاضری اور جمعۃ المبارک کے سلسلہ میں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوتی تھی۔ وہ بہت ہی سنہری دن تھے۔

ابھی چند دن پہلے میرے چچا ملک فتح اللہ اعوان نواب نے واقعہ سنایا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی حضرت بابا جی پیر سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت کرماں والا شریف میں رہنے والے بیلی بہت غمگین ہوگئے۔ اُنہی دنوں میں بھی خدمت کرنے کے لیے آیا اور حضرت کرماں والا شریف کے قریب واقع ڈیرہ بنام ۱۶ مربع پر چلا جاتا اور لنگر شریف کی بھینسوں کا خیال رکھتا جبکہ دیگر بعض بیلی بھی وہاں رہتے تھے۔ ایک دن ۱۶ مربع پر دودھ دوہنے کے بعد میں اور ایک دوسرا بیلی منیر نامی وہاں سے دودھ لے کر حضرت کرماں والا شریف آنے لگے تو وہاں موجود بیلی آپس میں بات کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اب بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تو وصال ہوگیا ہے، صاحبزادگان ابھی چھوٹے ہیں تو ہم بھی اب یہاں سے چلے جاتے ہیں اور کراچی جا کر کوئی اپنا روزگار کام کاج دیکھتے ہیں۔ میں نے اُن کی بات سن لی مگر کچھ بولا نہیں اور دوسرے بیلی کے ساتھ دودھ لے کر حضرت کرماں والا شریف آ گیا۔ اُس وقت طریقہ یہ تھا کہ دودھ اندرونِ خانہ بھیج کر باہر

انتظار کیا جاتا تھا کیونکہ سیّدہ بے بے جی رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں دودھ پیش کر کے پھر اجازت ملتی تھی۔ چنانچہ ہم انتظار کرنے لگے۔ اِسی دوران ہم نے دیکھا کہ بابا جی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہمراہ چند دیگر بیلی لے کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پرانی حویلی کے باہر واقع مسجد کے وضو خانے کے لیے پانی بھر رہے ہیں۔ اُس وقت مسجد اور پرانی حویلی آمنے سامنے تھے اور مسجد کے ساتھ کنواں تھا جس سے پانی بھر کر سیمنٹ کے بنے ہوئے ٹینک میں ڈالا جاتا تھا جس سے بیلی وضو کیا کرتے تھے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک میری طرف دیکھا تو مجھے آواز دے کر اپنے پاس بلایا۔ جب میں آپ کے قریب گیا تو فرمانے لگے کہ تم لوگ وہاں ۱۶ مربع میں کیا باتیں کر رہے تھے؟ میرے ذہن سے چونکہ بات نکل گئی تھی لہذا میں خاموش رہا تو پھر فرمانے لگے کہ تم ایک دوسرے سے یہ نہیں کہہ رہے تھے کہ بابا جی سیّد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے، اِس لیے ہم اب چلے جاتے ہیں! پھر آپ (یعنی بابا جی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) اپنے سینے پر ہاتھ مار کر فرمانے لگے، یاد رکھو! میں بابا جی سیّد عثمان علی شاہ ہوں لہذا کوئی کہیں نہیں جائے گا۔ آپ نے پھر اِسی بات کو دھرایا۔ میں اِس لیے حیران تھا کہ ۱۶ مربع سے صرف ہم ہی سید ھے یہاں آئے تھے اور کوئی بھی نہیں آیا تھا۔

نواب صاحب کے ساتھ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے اور جس طرح اپنے ہر بیلی کا بہت خیال فرماتے، اُسی طرح نواب کا بھی خیال فرمایا کرتے تھے۔ میرے والدِ گرامی ملک نصر اللہ خاں اعوان (سیکرٹری صاحب) کو خصوصی تاکید فرماتے کہ نواب کی دیکھ بھال کریں۔ والد صاحب نے بھی اپنے بھائی کا بہت خیال رکھا۔ نواب کو اپنی نگرانی میں کاروبار بھی کروایا۔ پھر نواب نے کویت جانا چاہا تو وہاں بھی بھیجا اگرچہ وہاں سے چند ماہ کے بعد ہی واپس آ گیا۔ جب نواب کی شادی ہوئی تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھ دیگر بیلی بھی شامل ہوئے اور بارات کے ساتھ بھی گئے۔ جب نواب کا نکاح ہوا تو قبول وایجاب کے وقت سب

نے بآ واز بلند قبول کا **نعرہ** لگایا اور نواب کے ساتھ خوب خوش طبعی کی۔

حضور شیخ المشائخ **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کی **خدمتِ** اقدس میں بعد ازاں چوہدری **محمد** صابر (کوٹ صوفیاں پتوکی والے) بھی رہا کرتے تھے جو بہت ہی پُر کمال **انداز** میں مزاح کیا کرتے۔ اِسی طرح حکیم حاجی **محمد** ارشاد طیبّی بھی خوش مزاجی میں اپنا مقام **رکھتے** ہیں، اُنہوں نے بھی **شب** و روز بہت سا وقت **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گذارا۔

۱۹۸۰ء کی دھائی میں **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت **عمومی** فہم سے **بالا** تھی۔ **بعض** اوقات مسلسل کئی **شب** و روز حالتِ بیداری میں **گزر** جاتے تو کئی کئی دن سفر میں بھی رہتے۔ کئی **بزرگوں** کے مزارات **پر** حاضری دیتے اور مراقبہ فرماتے۔ کئی مرتبہ محض چند گھڑیوں کے لیے قیام فرماتے۔ **ایک** دیرینہ خادمِ خاص ملک **محمد** عارف اعوان نے مجھے بتایا کہ **ایک** رات کے آغاز **پر** ہی **بابا** جی پیر سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے **مجھے** اپنے ہمراہ لیا اور گاڑی لے کر روانہ ہوئے گئے۔

یہ بتاتے ہیں کہ بہت زیادہ گھپ **اندھیرے** والی رات تھی، گاڑی کی لائٹس کی وجہ سے سڑک کچھ دور **تک نظر** آتی تھی اور اِس کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ **دائیں بائیں** کے منظر سے کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ہم کس جگہ **یا** مقام **پر** ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سڑکیں بہت زیادہ ہموار اور اچھی نہیں تھیں جبکہ گاڑیاں بھی آج کی طرح سبک رفتار نہیں تھیں لہذا سفر تیزی سے طے نہیں ہو **پاتا** تھا اِس کے **باوجود** مجھے یوں محسوس **ہوتا** تھا کہ گاڑی بہت زیادہ **تیز** رفتار کے ساتھ چل رہی ہے۔

بالآخر تقریباً نصف **شب** سفر کرنے کے بعد ہم **ایک** مزار شریف **پر** پہنچ گئے۔ **بابا** جی رحمۃ اللہ علیہ گاڑی سے نیچے **اُتر** کر **ٹہلنے** لگے۔ وہاں کوئی بندہ بشر **نظر** نہیں آ رہا تھا۔ یوں محسوس **ہوتا** تھا کہ وہ **مزار** کسی جنگل بیابان میں واقع ہے۔ **چاند** کی روشنی بھی نہیں تھی اِس لیے **اندھیرے** میں جتنا دیکھا جا سکتا تھا، میں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کچھ دیر کے بعد بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ہم دربار شریف پر حاضری دیں گے لہذا جا کر دیکھو کہ دروازہ کھلا ہوا ہے یا بند ہے۔ میں مزار شریف کے دروازے کی طرف چلا گیا اور جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ وہاں تالا لگا ہوا تھا۔

میں نے واپس جا کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہاں تالا لگا ہوا ہے۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تالا کھولو۔ میں نے جب تالا دیکھا تو مضبوط تھا، میں نے کافی زور لگایا لیکن وہ نہیں کھلا۔ تھک ہار کر میں نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ تالا بند ہے اور مجھ سے کھولا نہیں جا رہا۔ یہ بات سن کر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور محض ایک یا دو لمحے کے اندر آپ نے تالے کو پکڑا کر گھمایا اور کھول دیا۔ پھر فرمانے لگے یہ تو بند ہی نہیں ہے۔ میں سخت حیران رہ گیا کیوں کہ میں نے پوری تسلی کی تھی کہ تالا بند ہے اور کھل بھی نہیں رہا تھا۔ میری حیرانی والی کیفیت کے دوران ہی بابا جی رحمۃ اللہ علیہ حاضری دے کر باہر تشریف لائے اور فرمایا بس کام ہو گیا ہے، ہم واپس چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اُسی طرح واپسی کا سفر شروع کر لیا اور پھر تقریباً صبح صادق کے وقت کے قریب ہم واپس گھر پہنچ گئے۔ مجھے آج تک پتہ نہیں ہے کہ وہ کون سی جگہ تھی اور ہم کہاں گئے تھے اور پھر رات ہی رات میں واپس بھی آ گئے۔

حضور شیخ المشائخ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار مشائخ سے ملاقات کے لیے بھی مختلف مقامات کا سفر فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً اولیائے متقدمین سے خصوصی ربط اور وابستگی رکھتے اور اُن سے اکتسابِ فیض کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زیادہ تر اُن مشائخ کے مزارات پر حاضری دیتے تھے جہاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان نے حاضری دی۔ اولیائے متقدمین کے مزارات پر حاضری کے دوران بابا جی رحمۃ اللہ علیہ آداب کا مکمل خیال رکھتے تھے اور اپنے ساتھ جانے والوں کو بھی مکمل ادب و احترام اپنانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

سیّد رفیع احمد

علم کی اہمیت

آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنا نائب بنایا تو فرشتوں اور اللہ کے درمیان کچھ اِس طرح کے مکالمات ہوئے:

ترجمہ: ”اور (یاد کرو) جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا: مَیں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ بولے، کیا ایسے کو (نائب) کرے گا جو اِس میں فساد پھیلائے اور خونریزی کرے اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ اور اللہ تعالی نے آدم کو تمام (اشیا) کے نام سکھائے پھر سب (اشیا) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا: سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ؟ بولے، پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا، بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ فرمایا: اے آدم! بتا دے انھیں سب (اشیا) کے نام۔ جب اس نے (ابنِ آدم نے) انھیں سب کے نام بتا دیے تو فرمایا: مَیں نہ کہتا تھا کہ مَیں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور مَیں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو“۔ (سورۃ بقرۃ، آیت 30 تا 32)

اللہ پاک اور ملائکہ کے درمیان اِس مکالمے کی روشنی میں علم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ پاک نے دِین و دنیا یعنی کل کائنات کے علم سے آگاہ

کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا علم اِنسان کو دینا چاہا اِنسان کو دے دیا اور یہ علم اِنسان کے لیے دِین و دنیا اور دونوں جہانوں میں کامیابی کا باعث تھا۔ یہ علم صِرف قرآن، حدیث اور فقہ تک محدود نہیں تھا بل کہ دنیاوی علوم (یہ صِرف ہم سمجھتے ہیں ورنہ یہ بھی دِینی علوم ہی ہیں) تمام سائینسز جو اِس دنیا میں اِنسان کی فلاح و بقا کی ضامن ہیں پر بھی محیط تھا۔ مگر بدقسمتی سے جو دِینی علوم (قرآن، حدیث، فقہ) کے عالم بن گئے اُنھوں نے دنیاوی علوم (سائینسز) سیکھنے کی کوشش نہیں کی اور جو دنیاوی علوم کے عالم بن گئے اُنھوں نے دِینی علوم سیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اِس طرح وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھایا تھا دو حصوں میں بٹ کر رہ گیا۔ علم کی اِس تقسیم کے باعث مسلمان اِس مادی دنیا میں خسارے میں رہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ ''علم حاصل کرو چاہے چین ہی جانا پڑے''۔

غالباً چین کی تہذیب بہت پرانی ہونے کی وَجہ سے چینیوں نے سائینس میں خوب ترقی کر لی تھی یعنی دنیاوی علوم سے کافی آراستہ ہو چکے تھے اور اہلِ عرب اُن سے بہت پیچھے ہوں گے لہٰذا اہلِ عرب کو دنیاوی علوم (سائینسز) سیکھنے کی ترغیب دی گئی۔ اِسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیدی کفار سے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا سکھا دے گا وہ تعلیم اُس کے لیے جزیہ بن جائے گی۔ کیا قیدی کفار قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم سے آراستہ تھے؟ ہرگز نہیں بل کہ مختلف ہنر سے واقف ہوں گے جو بنی نوعِ اِنسان کے کام آنے والے تھے۔ اِسی طرح تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر علم فرض کِیا گیا۔ کیا یہ علم صِرف قرآن، حدیث اور فقہ تک محدود تھا؟ قرآن کی پہلی آیت اِقرأ...... علم کے بارے میں ہی ہے، اس میں بھی کیا علم کی حدود مقرر کی گئی ہیں؟ مگر نہ جانے کیوں قرآن و حدیث اور فقہ کے علم سے آراستہ اکثر علما نے سائینسی علوم پر توجہ نہیں دی؟ نتیجتاً مسلمان علوم و فنون میں بہت پیچھے رہ گئے اور اِس طرح مسلمانوں پر غیر مسلموں کا رعب و دبدبہ قائم ہو گیا۔ مسلمانوں نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری جنھوں نے دنیاوی علوم میں ترقی حاصل کر لی، وہ آج دنیا پر حکومت کر رہے

ہیں۔ منشائے الٰہی یہ تو نہیں ہے کہ دنیا پر غیر مسلم حکومت کریں اور مسلمان اُن کے غلام بن کر رہ جائیں۔ اِسلام نے تو دونوں جہانوں کے علوم کی تعلیم کی طرف توجہ دِلائی تھی تا کہ مسلمان دونوں جہانوں میں کامیاب ہوتا۔ مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہوسکا تو دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جنھوں نے دِینی تعلیم حاصل کی وہ عام طور پر مفلوک الحال رہے اور جنھوں نے دنیاوی تعلیم حاصل کی وہ دنیا کے حصول میں لگ کر رہ گئے اور دوسرے جہان کو بھلا بیٹھے یا واجبی سا تعلق رکھا (مَیں مسلمانوں کی بات کر رہا ہوں) اخلاقیات سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اِنسانوں نے مختلف طبقات بنا لیے، عزّت کا معیار صِرف اور صِرف دولت کو مقرر کر لیا۔ دنیاوی علوم سے آراستہ لوگوں کو عام طور پر دولت ملی اور دِینی تعلیم سے آراستہ لوگ عام طور پر غریب رہے۔ اِس طرح دونوں ہی نقصان میں رہے جب کہ قرآنی تعلیم کا نظریہ ہرگز یہ نہ تھا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اِنسان صِرف اور صِرف اسی صورت میں اشرف المخلوقات اور اللہ کا نائب کہلانے کا مستحق ہے، جب وہ دونوں علوم پر دسترس رکھتا ہو ہمیں ہوش کے ناخن لینا چاہییں۔

ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اِنسان جب مر جاتا ہے تو اس کا مال منقطع ہو جاتا ہے مگر صدقۂ جاریہ علم جس کی اُس نے تعلیم دی اور اشاعت کی، اولادِ صالح۔ صدقۂ جاریہ مثلاً مسجد بنائی، مسافر کے لیے مکان بنایا اور لوگوں کے لیے نہر جاری کی۔ اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا جو اُس کے مرنے کے بعد اُس کو ملے گا۔ نیک اعمال کی وَجہ سے اُس کے اجر میں اِضافہ جاری رہتا ہے۔

میرا یہ مؤقف کہ دِینی علوم حاصل کرنے والے عام طور پر غریب رہے اور اِس کے برعکس دوسرے امیر رہے یہ میرا مشاہدہ ہے۔ ورنہ دولت کی تقسیم تو، اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے۔ غریب اور امیر دونوں کا اِمتحان لیا جا رہا ہے۔ ہمیں تو دونوں علوم سے آراستہ ہونا چاہیے۔

صحابہ کرام کا ذوق و شوق

اِنفاق فی سبیل اللہ

جب کبھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ضرورت ہوئی تو ایسا بھی ہوا کہ صحابہ کرام نے اللہ کی راہ میں اپنا پورا مال صدقہ کر دیا۔ ان کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحسین کا اظہار فرمایا۔

بہت مشہور واقعہ ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر دور دراز کا سفر درپیش تھا۔ سرمایہ کی ضرورت تھی۔ رومیوں کی بڑی فوج سے **جنگ** متوقع تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ عام کر دیا اور لوگوں کو **اِنفاق** اور صدقہ و خیرات کی ترغیب دی۔ اس موقع پر جس سے جو ہوسکا، وہ مال لے کر آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے گھر کا پورا اثاثہ لے کر آ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں ہر معاملے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ اس بار سوچا کہ اُن سے آگے نکل جاؤں گا۔ میں نے اپنے گھر کا سارا سامان اکٹھا کیا، پھر اُس میں سے آدھا سامان لے کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **خدمت** میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنے گھر کا آدھا سامان اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے پوچھا: ”اے ابوبکر! گھر والوں کے لیے کچھ چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: کچھ نہیں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں کل اثاثہ لے کر آ گیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے کہا: ”میں کبھی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔“ (سنن ابی داؤد ۱۶۷۸، سنن ترمذی: ۵۷۶۳)

غزوۂ تبوک ہی کے موقع پر ایک بہت مثالی کردار سامنے آتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنفاق کی ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں سو (۱۰۰) اونٹ، اُن پر لدے ہوئے مال و متاع کے ساتھ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔“ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا: ”میں مزید سو (۱۰۰) اونٹ دیتا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی قبول فرمالیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے صحابہ کو اِنفاق کی ترغیب دی۔ حضرت عثمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کہا: میں مزید سو (۱۰۰) اونٹ ان پر لدے ہوئے مال و متاع کے ساتھ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔“ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آب دیدہ ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے جذباتی انداز میں فرمایا: ”آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو کچھ کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔“ (سنن ترمذی)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے تھے۔ (سنن ترمذی: ۳۷۰۱)

اِنفاق کا تعلق دل کی مال داری سے ہے

صدقہ کرنے اور مال خرچ کرنے کی باتیں جب کی جاتی ہیں تو ایسا سمجھا جاتا ہے کہ اس کے مخاطب صرف مال دار لوگ ہیں۔ جو لوگ مالی اعتبار سے اوسط درجے کے ہوں یا جو لوگ غریب ہوں، وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے مخاطب ہم نہیں ہیں، حالاں کہ انفاق اور صدقہ کا تعلق مال و دولت سے نہیں ہے، اس کا تعلق دل کی مال داری سے ہے۔ غریب سے غریب آدمی بھی صدقہ کرسکتا ہے۔

سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب اللہ کے رسول ﷺ نے **انفاق** کی ترغیب دی تو کئی صحابہ نے سوچا کہ ہمارے **پاس** تو صدقہ کرنے کے لیے کچھ ہے نہیں، پھر ہم کیا کریں؟ وہ گئے اور رات بھر مزدوری کی، کھجوروں کا **باغ** سینچا۔اس کی **اُجرت** کے طور پر جوتھوڑی سی کھجوریں حاصل **ہوئیں** وہ انہوں نے صبح میں رسول اللہ ﷺ کی **خدمت** میں پیش کردیں کہ ہماری طرف سے حاضر ہے،اس کو قبول کرلیجئے۔(صحیح بخاری:۸۶۶۴،صحیح مسلم:۸۱۰۱)

اصل چیز ہے **جذبہ**۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ آدمی کس **جذبے** سے اپنا مال دے رہاہے؟اس کے یہاں کیفیت دیکھی جاتی ہے، کمّیت نہیں۔

ایک موقع پراللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:”**ایک** درہم **ایک** لاکھ درہم پر سبقت لے گیا۔“ صحابہ نے پوچھا:”اے اللہ کے رسول ﷺ !اس کا مطلب کیاہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:”**ایک** شخص کے **پاس** دو درہم تھے۔اس نے **ایک** درہم صدقہ کردیا۔(اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنی آدھی **دولت** اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کردی۔)دوسرے شخص کے **پاس** ڈھیر سارا مال تھا۔اس نے اس میں سے **ایک** لاکھ درہم اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا۔(اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے کل مال میں سے تھوڑا سا حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔“(سنن نسائی:۸۲۵۲)

اِنفاق کی عمومی ہدایات

اِنفاق اور صدقہ وخیرات کی یہ **باتیں** عہد نبوی ﷺ کے پس منظر میں جب پیش کی جاتی ہیں تو **ایک** تاثر یہ بھی اُبھرتا ہے کہ اس وقت اسلامی حکومت حالتِ **جنگ** میں تھی۔ فوج کو اسلحہ کی ضرورت تھی۔سامانِ **جنگ** فراہم کرنے تھے۔اس لیے **اِنفاق** کی یہ ساری تعلیم و تلقین وسائلِ **جنگ** فراہم کرنے کے لیے کی جاتی تھی۔لیکن یہ **بات** صحیح نہیں ہے کہ **اِنفاق** محض

جہاد کے لیے درکار ہے۔صدقہ وخیرات کی تعلیم زندگی کے عام معاملات کے لیے بھی تھی۔

احادیث میں عمومی طور پر صدقہ وخیرات کی ترغیب دی گئی ہے اوراس کی تاکید کی گئی ہے۔احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ آدمی کن لوگوں پر خرچ کرے؟ان میں رِشتے داروں کو ترجیح دینے کی بات کہی گئی ہے۔سب سے پہلے آدمی یہ دیکھے کہ اس کے قریبی رشتے داروں میں کون لوگ ضرورت مند ہیں؟ان کے اوپر خرچ کرے۔ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ !میرے پاس صرف ایک درہم ہے۔ میں اسے کہاں خرچ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''اپنے اوپر خرچ کرو۔'' انھوں نے کہا:''میرے پاس ایک اور درہم ہے۔'' فرمایا:''اسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔'' انھوں نے عرض کیا:''میرے پاس ایک اور درہم ہے۔'' فرمایا:''اسے اپنے رشتے داروں پر خرچ کرو۔'' انھوں نے کہا:''میرے پاس ایک اور درہم ہے۔'' آپ ﷺ نے کہا:''اسے جہاں چاہو، خرچ کرو۔'' (سنن نسائی)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نہایت فیاض تھیں۔چمڑے کی دباغت کرتی تھیں۔جو کچھ آمدنی ہوتی، سب مساکین پر خرچ کر دیتی تھیں۔(الاصابۃ، تذکرہ زینب بنت جحش) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ ہاتھ میں آتا سب صدقہ کر دیتی تھیں۔ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے انھیں اس قدر فیاضی سے روکنا چاہا تو سخت برہم ہوئیں۔(صحیح بخاری، کتاب المناقب، ۵۰۵۳)

ایک مرتبہ عید کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نماز اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد عورتوں کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے خطاب کیا۔آپ نے انھیں صدقہ وخیرات پر اُبھارا۔اس موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔انھوں نے اپنی چادر پھیلائی اور عورتیں اپنے زیورات (گلے کے ہار، کان کی بالیاں، انگلیوں کے چھلّے، پازیب وغیرہ) نکال کر بہ طور صدقہ چادر میں ڈالنے لگیں۔(صحیح بخاری)

محمد سمیع اللہ نوری طیّبی

مُرشد ہو تو حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ

''حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیلی ''مولوی مقصود احمد'' ساکن باجڑہ گڑھی ضلع سیالکوٹ نے اپنی ضعیف العمری اور علالت کے باوجود یہ واقعات لکھوائے۔ جہاں ان واقعات سے ایک مرید صادق کی کیفیات سے آگاہی ہوئی' وہاں حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی شان والمرتبت کا اظہار ہونے کے ساتھ ساتھ عقائد اہل سنت و جماعت درست ہونے پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی کہ اولیاء اللہ خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت اور قوت کے حامل ہوتے ہیں، مخلوق خدا کو نفع پہنچاتے اور اصلاح و رہنمائی و تربیت فرماتے ہیں۔ آیئے! مولوی مقصود احمد صاحب کے ہمراہ حضرت کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کی محفلوں میں حاضری کا شرف حاصل کریں''

میرا بڑا لڑکا ''انوار احمد **بھٹہ**'' گورنمنٹ ہائی سکول چونڈہ میں جماعت دہم میں پڑھتا تھا اور ایک رشتہ دار کے گھر قیام پذیر تھا۔ وہ رخصت پر گاؤں آیا ہوا تھا تو ایک رات مجھ (مولوی مقصود احمد **بھٹہ**) سے ناراض ہوکر گھر سے نکل گیا۔ میں نے دوسرے دن چونڈہ جا کر پتہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے کپڑوں کی گٹھڑی اٹھا کر چلا گیا ہے۔ پتہ نہیں کہاں گیا ہے۔

میری یہ حالت تھی کہ جب کوئی مشکل پیش آتی تو قبلہ حضرت صاحب کرماں والے

رحمۃ اللہ علیہ کی **خدمتِ اقدس** میں خط ہمراہ جوابی لفافہ تحریر کر کے بھیج دیا کرتا تھا۔ یہ واقعہ **پاکستان بننے** سے قبل کا ہے۔

میں دوسرے دن **بذریعہ** گاڑی حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی **خدمت** میں حضرت کرموں والا شریف میں **پہنچ گیا**۔ آپ **ایک** چارپائی **پر** آرام فرمارہے تھے۔ میں نے اپنے **بیٹے** کے گم ہونے کا واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے چارپائی **پر** آرام کرتے ہوئے پہلو بدل کر اپنے چہرے کا رخ دوسری طرف کر لیا اور تین چار منٹ کے بعد فرمایا، **مولوی مقصود احمد**! واپس چلے جاؤ، لڑکا آپ کو مل جائے گا **مگر** اس کو غصے نہ ہونا۔

جب میں **بذریعہ** ریل گاڑی لاہور پہنچا تو گاڑی سے **اتر** کر مسافر خانے میں **گیا** تو وہاں **ایک** بنچ **پر** انوار احمد کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ میری اس سے **ملاقات** ہو گئی۔ میں اسی وقت ریل گاڑی **پر** سوار کر کے اسے اپنے ہمراہ سیالکوٹ لے **آیا** اور گاؤں (**باجڑہ گڑھی**) میں واپس جا کر اس سے سفر کے حالات **دریافت** کئے۔ اس نے **بتایا** کہ میں رات کو **قریبی** مسجد میں جا کر **سویا** کرتا تھا اور دن کو **بازار** میں **پھرتا**۔

آج میں **ایک** دکان کے **قریب** کھڑا تھا کہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی شکل وصورت کا **ایک** آدمی میرے **پاس** آیا اور **مجھے** پوچھا کہ **بیٹا** تم گھر سے **ناراض** ہو کر آئے ہو؟ اب کیا ارادہ ہے؟ وہ **بزرگ** مجھے **ایک عجائب** گھر کی طرف لے گئے اور دو روپے کا ٹکٹ مجھے اپنی جیب سے **خرید** کر دے **دیا** اور **عجائب** گھر کے دروازے **پر** جا کر مجھے کہا کہ یہ گٹھڑی مجھے دے دو۔ تم **اندر** جا کر **ایک ایک** چیز غور سے دیکھتے جاؤ۔ میں گٹھڑی انہیں دے کر **اندر چلا گیا**۔

ابھی دو تین منٹ ہی میں **اندر** رہا تو میرے دل میں خیال آیا کہ میں دیکھوں کہ وہ آدمی گٹھڑی لے کر نہ **چلا** جائے تو وہ وہاں دروازے **پر** نہیں تھے۔ گٹھڑی گم ہونے **پر** میں **پریشان** ہو **گیا** اور سیالکوٹ واپس آنے کیلئے اسٹیشن **پر پہنچ گیا**۔ اس طرح آپ نے مجھے دیکھ لیا اور اپنے ہمراہ لے آئے۔ اس واقعہ سے یہ **معلوم** ہوتا ہے کہ آپ نے چارپائی **پر لیٹے لیٹے** شہر سیالکوٹ

اور لاہور میں اپنی روحانی طاقت سے چکر لگا کر دیکھ لیا کہ لڑکا کہاں کھڑا ہے اور اپنا حلیہ بدل کر لڑکے کے پاس پہنچ گئے۔ سبحان اللہ

ان مذکورہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنی روحانی قوت سے تمام روئے زمین اور آسمانوں پر چکر لگا لیا کرتے تھے۔ اس طرح گم شدہ چیز کو تلاش کر لیا کرتے تھے۔ جس طرح قرآن شریف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک درباری کا بلقیس کا تخت پلک جھپکنے میں لانے کا ذکر ہے، تو حضور نبی اکرم ﷺ کے اولیاء اللہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی درباریوں سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔

میرے لڑکے ”انوار احمد بھٹہ“ نے جب میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تو میں نے اسے محکمہ نیوی میں بھرتی کروا دیا۔ میں چند دن کے بعد قبلہ حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ کی موجودہ جگہ پر پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: مولوی مقصود احمد! تم نے انوار احمد کو بھرتی کروا دیا ہے۔ ابھی اسے مزید پڑھانا تھا، بھرتی کیوں کروایا۔

حضرت صاحب کرماں والے رحمۃ اللہ علیہ اپنے غلاموں کی اولاد اور والدین سے بھی محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس دن نماز ظہر تک یہی بات فرماتے رہے کہ ابھی انوار احمد کو ملازم نہیں کروانا تھا۔ آخر کار، آخری بار فرمایا کہ کیا اس کی تنخواہ چھ سات ہزار لگ جائے گی؟ میں نے عرض کیا، حضور کی نظر کرم سے لگ جائے گی۔

حالانکہ اس وقت وہ صرف 60 روپے پر تعینات ہوا تھا اور آخر کار ملازمت کے دوران تین چار ہزار تنخواہ حاصل کرتا رہا۔

پھر ریٹائرڈ ہو کر قطر چلا گیا اور وہاں جا کر بہت زیادہ تنخواہ لیتا رہا اور اپنی حاصل کردہ تنخواہ سے میری اور اپنے تمام بہن بھائیوں کی مالی مدد کرتا رہا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہفتہ وار محفل میلاد (دربار شریف)

حسب پروگرام حضور شیخ المشائخ، بابا جی سیّد میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب عمل اور طریقہ جاری وساری رکھتے ہوئے آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا میں ہر سوموار کے دن بعد نمازِ عشاء محفل میلاد کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں تلاوت اور نعت خوانی کے بعد صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے۔ آخر میں تمام حاضرین کے لیے خصوصی دعا کی جاتی ہے اور لنگر شریف پیش کیا جاتا ہے۔

مرکزی ماہانہ اجلاس تنظیم (دربار شریف)

ماہ جون ۲۰۲۲ء کے دوسرے اتوار کو حضرت کرماں والا شریف اوکاڑا میں تمام اضلاع کی تنظیم کو طلب کیا گیا تھا چنانچہ ہر ضلع کے ضلعی امیر، تحصیل امیر اور خادم مرکز محفل میلاد اجلاس میں شامل ہوئے۔ اجلاس کی صدارت پیر سید شہر یار بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف نے فرمائی۔ آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے کیا گیا جس کی سعادت جناب قاری شہباز نے حاصل کی جبکہ نعت شریف پڑھنے کی سعادت جناب حافظ اللہ دتہ نے حاصل کی۔ جناب ماسٹر محمد ارشد نے منقبت پیش کی۔ جناب پیر ڈاکٹر رحمت اللہ طیبّی اور قاری محمد اعظم طیبّی نے ختم شریف پڑھا۔ وارثِ گنجِ کرم، پیر سیّد شہر یار بخاری، سجادہ نشین حضرت کرماں

والا شریف نے خصوصی تنظیمی گفتگو فرمائی اور اجلاس کے اختتام پر آپ نے اختتامی دعا کروائی۔

مرکز محفل میلاد نظام پورہ بہاولنگر

مرکز پر جناب شیخ نصر اللہ کے زیر اہتمام محفل میلاد کا انعقاد کیا گیا جس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے امیر تبلیغ محمد عابد طیبّی نے کیا۔ نعت شریف ملک محمد ندیم نے پڑھی اور بیلی اکرام نے منقبت پیش کی۔ جناب محمد احمد نے تبلیغی بیان کیا۔ امیر تبلیغ و نگران جناب شیخ نصر اللہ نے بیلیوں کو درود سلام پڑھنے کی دعوت دی۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام پیش کیا گیا، دعائے خیر کی گئی اور لنگر شریف تقسیم کیا گیا۔

دورہ مسجد نور (چٹی مسجد) لاہور

وارثِ گنجِ کرم، پیر سیّد شہر یار بخاری، سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف نے جامع مسجد نور (چٹی مسجد) لاہور کا دورہ کیا، نمازِ جمعہ ادا کی اور بیلیوں سے گفتگو فرماتے ہوئے تین باتوں کی تاکید فرمائی کہ 1۔ کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں 2۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا مشن گھر گھر محفل میلاد سجائیں اور دوسروں کو دعوت دیں۔ 3۔ طیبّی لنگر خانے قائم کریں۔

افتتاح طیبّی لنگر خانہ، لاہور

لاہور میں طیبّی لنگر خانہ کا افتتاح ہوا۔ جناب قاری صدیق نے تلاوت کی اور محمد حمزہ طیبّی نے نعت شریف اور ختم شریف پڑھا۔ وارثِ گنجِ کرم، پیر سیّد شہر یار بخاری، سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف نے گفتگو فرمائی۔ اِس موقع پر مرکزی تنظیم کمیٹی ممبر حضرت کرماں والا شریف جناب محمد سمیع اللہ نوری طیبّی بھی وفد میں شامل تھے۔ آخر میں جناب محمد سمیع اللہ نوری طیبّی نے دعا کروائی۔ پیر جی حضور کئی مقامات پر بیلیوں کی طرف گئے اور دعا فرمائی۔

شجرۂ طریقت سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، طیبیہ حضرت کرماں والا شریف

یا اللہ کرم کر اپنی عطا کے واسطے ۔۔۔ رحم کر ہم پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

بخش دے ساری خطائیں اے مِرے مولا کریم ۔۔۔ حضرت صدیق اکبر با وفا کے واسطے

دولت صبر و رضا دے خوگر تسلیم کر ۔۔۔ حضرت سلمان فارس بے ریا کے واسطے

کر عنایت مجھ کو سوز و مستی اے خدا ۔۔۔ حضرت قاسم امام و مقتدا کے واسطے

میرا دل معمور کر صدق و یقیں کے نور سے ۔۔۔ جعفر صادق امام الاولیاء کے واسطے

فضل سے اپنے عطا کر دولت قرب و حضور ۔۔۔ شیخ کامل بایزید باخدا کے واسطے

ابوالحسن خرقانی ، شیخ بوعلی صاحب کمال ۔۔۔ خواجہ یوسف شہ جود و سخا کے واسطے

عبدالخالق غجدوانی عارف و محمود نیز ۔۔۔ شیخ علی رامیتنی شاہ ہدیٰ کے واسطے

خواجہ بابا سماسی حضرت سید امیر ۔۔۔ نقشبند ما بہاؤ الدین ضیاء کے واسطے

شیخ علاؤ الدین عطار حقیقت آشنا ۔۔۔ حضرت یعقوب چرخی با صفا کے واسطے

خواجہ احرار دانائے رموزِ معرفت ۔۔۔ اور محمد زاہد حضرت مولانا کے واسطے

شیخ درویش محمد اور خواجگی امکنگی ۔۔۔ باقی باللہ عارفِ راہ ہدیٰ کے واسطے

شیخ سرہندی مجدد الف ثانی خضر راہ ۔۔۔ پیر کامل شیخ احمد پیشوا کے واسطے

حضرت قیوم ثانی خواجہ معصوم و سعید ۔۔۔ اور عبدالاحد گل شاہ کے واسطے

خواجہ حنیفی ، شیخ زکی اور محمد نیز ۔۔۔ خواجہ زمان سلطان الاولیاء کے واسطے

حضرتِ خواجہ محمد قاضی احمد ، شاہ حسین ۔۔۔ اور امام باعلی مشکل کشا کے واسطے

حضرت صادق علی بابا امیرالدین ولی ۔۔۔ ہادیان دیں پناہ حق آشنا کے واسطے

یا الٰہی معرفت اور سوز و مستی کر عطا ۔۔۔ شیر حق شیر محمد باصفا کے واسطے

قطب عالم شیخ کامل چارۂ بے چارگاں ۔۔۔ حضرت اسمٰعیل شاہ غوث الوریٰ کے واسطے

کر عطا سب کو الٰہی دو جہاں کی نعمتیں ۔۔۔ شاہ کرماں والے اتقیاء کے واسطے

پیر سیّد محمد علی ، خواجہ سیّد عثمان علی ۔۔۔ وارثانِ بحر کرم ، اولیاء کے واسطے

محبتِ رسول ﷺ کو دلوں میں فروغ دے ۔۔۔ میر طیب علی راہنما کے واسطے

کر کرم کروا کرم دونوں جہاں میں رکھ شرم ۔۔۔ کر کرم اے کرماں والے تو خدا کے واسطے

Monthly “MUJALLA HAZRAT KARMANWALA” Reg No. CPL- 144
Dhū al-Hijjah 1443 Hijri, July 2022